یہ رسالہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

قادیان دار الامان

# رسالہ تشحیذ الاذہان

مرتبہ
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

تمام خط وکتابت بنام مینیجر

جلد ۱۴ نمبر ۶

بابت ماہ جون ۱۹۱۹ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

## فہرست مضامین





قیمت سالانہ عوام سے عہ غیر ممالک سے ۳ طلبا سے عہ روپے

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

# تشحیذ کا مستقبل

خدا کے فضل سے تشحیذ کا مستقبل بہت شاندار معلوم ہوتا ہے۔ اب اس کی کتابت اور کاغذ میں خاص تبدیلی کر دی گئی ہے۔ پہلے کفایت مد نظر تھی مگر اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ کتابت اور کاغذ عمدہ ہو تو اچھے سے اچھا مضمون ردی سمجھا جاتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ زیادتی اخراجات کا سوال محبان تشحیذ کے پیش نظر ہوگا۔ اور وہ نہ صرف اس کا **پانسو روپے قرض** ادا کر دینے کے قابل بنائینگے بلکہ اسکے خریداروں کی تعداد کم از کم ایک ہزار تک پہنچا دینگے۔ تاکہ رسالہ اپنے اخراجات آپ برداشت کر سکے۔ یہ گذارش تو بہت دفعہ کیجا چکی ہے مگر احباب توجہ نہیں کرتے +

اے کاش جو روح میرے ایک دو دوستوں میں ہے وہ جماعت احمدیہ کے اکثر افراد میں در بارہ امر تشحیذ پیدا ہو جائے۔ منشی خادم حسین صاحب ایسے نوازش فرما ہیں کہ نہ صرف قلمی امداد سے مجھے ہر مہینے مرہون احسان فرماتے ہیں بلکہ تین چار خریدار بھی ایک ہفتہ کے اندر دے چکے ہیں۔ کیا دوسرے دوست اپنے فرض کیطرف متوجہ ہونگے۔ اگر تشحیذ آپکے لیے کار آمد مضامین شائع نہیں کرتا اور مفید نہیں۔ تو بجائے اسکے جو یوں سسکیاں لیتا ہے بہتر ہے کہ اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ مگر میں آپکے ا[illegible] پر نظر رکھتے ہوئے جو آپکو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے لگائے ہوئے پودے سے ہے اور ہونا چاہیئے۔ اسبات کا وہم کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ پس میرے معزز بھائیو! تشحیذ کیطرف خاص توجہ دو۔ اسکے خریدار بڑھاؤ اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا کرو۔ جن اصحاب کے نام رسالہ جاری ہے اور قیمت تا حال ادا نہیں کی وہ قیمت ادا کریں اور اسی پر اپنے فرض کو ختم نہ سمجھیں بلکہ دو چار خریدار اور بھی پیدا کریں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں جس کے معاوضہ میں آپ کو دشمن پر فتح پانے اور خود حفاظتی کے لیے ایک رسالہ روحانی اسلحہ سے مسلح ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں میں وہ درد ڈالے جو میں چاہتا ہوں کہ پیدا ہو۔ اور میری آرزو بر آئے۔ اب تو ایڈیٹری و منیجری کے علاوہ محرری کے فرائض بھی مجھی پر عائد ہیں تاکہ خرچ اس حد تک گھٹ جائے جس حد تک انسانی عقل حالات موجودہ میں تجویز کر سکتی ہے۔ سو ہم سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ تو کر رہے ہیں۔ آپ بھی کچھ نظر کرم فرمائیے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون ۱۹۱۹ء

# ایاک نستعین

## (و اذا استعنت فاستعن باللہ)

یوں تو ہر مسلمان دن میں کئی بار خدا کے حضور یہ اقرار کرتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین مگر باینہمہ ان میں سے بعض فرقے ایسے ہیں جو اپنی حاجات غیر اللہ کے پاس لیجاتے ہیں اور ان سے استعانت چاہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ حضرات جو توحید کو اصول دین میں سے بتاتے ہیں۔ وہ بھی اس مرض میں گرفتار اور اپنے معالجوں سے آمادہ پیکار ہیں۔ کسی دوست نے مجھے مفصلہ ذیل اشتہار دیا جو شیعہ کی طرف سے شائع شدہ ہے

اطلاع۔ بعض حضرات قبل طلوع صبح صادق شب ہی کو عریضہ دریا میں چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ خلاف معمول اصحاب کرام و علمائے فخام ہے۔ پس آنحضرت کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اگر عریضہ بعد طلوع صبح صادق دین اور متابعت علماء فرمائیں تو بہتر ہے۔

گر مہدی دیں کی مہربانی ہو جائے ذرہ بھی خورشید کا ثانی ہو جائے

دریا میں بہادو جو عریضہ لکھ کر جو مشکل ہو اگر سنگ تو پانی ہو جائے

عریضہ ڈالنے کے وقت یہ دعا پڑھے۔

یَا حُسَیْنَ اِبْنَ رَوْحٍ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَشْھَدُ
اَنَّ وَفَاتَکَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنَّکَ حَیٌّ عِنْدَ اللّٰہِ
مَرْزُوْقٌ وَقَدْ خَاطَبْتُکَ فِیْ حَیَاتِکَ الَّتِیْ لَکَ
عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَھٰذِہٖ رُقْعَتِیْ وَحَاجَتِیْ اِلٰی
مَوْلَانَا صَاحِبِ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ فَسَلِّمْھَا اِلَیْہِ
فَاَنْتَ الثِّقَۃُ الْاَمِیْنُ ٥

اب آپ فرمائے کیا کسی مومن کے لئے جائز ہے۔ کہ وہ اپنی حاجت غیر اللہ کی طرف لے جائے اور اپنے مقتدا سید الشہداء سے چٹھی رساں کا کام لے اول تو امام مہدی کا تیرہ سو برس سے زندہ غائب اور پھر حاضر فی الامصار ہونے کا ثبوت ہی دشوار ہے اور پھر ان کو رقعہ پہنچانے کا طریق بھی ایسا عجیب ہے۔ کہ اضحوکۂ اغیار بننے کے لئے کافی ہے۔ یعنی رقعہ لکھ کر دریا میں ڈال دینا۔ اور توقع یہ رکھنا کہ امام مہدی صاحب العصر والزماں کے پاس پہنچ جائے گا۔ لاحول ولا قوۃ خدا ہمارے بھائیوں کو عقل و فہم سے بہرہ وافی دے اور وہ اپنی پوزیشن کو سمجھیں ع ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

---

# الامراض تشاع والنفوس تضاع

یہ خدا تعالیٰ کی وحی جو موجودہ واقعات سے برسوں پہلے خدا کے پاک بندے پر نازل ہوئی پھر اس کے پورا ہونے کا وقت آیا۔ تو پھر یہی الفاظ نازل ہوئے۔ تا دنیا والے جان لیں کہ ان کلمات الٰہی کے پورا ہونے کا وقت آگیا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے نزول کے مطابق قسم قسم کے امراض کا حملہ دنیا والوں پر ہونے لگا۔ اور ان میں سے بعض ایسے نئے نئے مرض ہیں کہ جن کی حقیقت سے لوگ ناواقف ہیں۔ اور ناواقف رہیں گے۔

پھر اتلاف نفوس کے لئے ہولناک قحط و امراض وبائی کے علاوہ اَرَدْتُّ زَمَان الزلزلہ (۱۹ - مارچ سنہ ۱۹۰۷) کے مطابق جنگ چھڑ گئی۔ ایسی جنگ جس کی نظیر گذشتہ ازمنہ میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ اس کے متعلق ہمدم لکھتا ہے

" گذشتہ مہیب عالمگیر جنگ میں تیرہ مختلف قومیں برسرپیکار تھیں۔ لہذا ایک تازہ تخمینہ سے یہ معلوم کرنا چنداں تعجب انگیز نہیں البتہ بہت ہولناک ہے۔ کہ اس جنگ نے کم و بیش ۷۳ لاکھ چون ہزار انسانی جانوں کا خاتمہ کیا ہے۔ یہ تعداد امریکہ کے جنرل مارش نے ترتیب دی ہے۔ اور ان کے شائع کردہ شمار و اعداد کے بموجب مختلف قوموں کے مقتولین کی تعداد حسب ذیل ہے۔ متحارب قوموں میں سے سب سے زیادہ تعداد روس کے مقتولین کی ہے جس کا اندازہ ۱۷ لاکھ لگایا گیا ہے مقتولین جرمنی کی تعداد ۱۶ لاکھ ہے۔ مقتولین فرانس کی تعداد ان دونوں قوموں سے کم بتائی جاتی ہے۔ اور جنرل مارش کے تخمینہ میں وہ صرف ۱۳ لاکھ ۸۵ ہزار تک پہنچی ہے۔ آسٹریا کے مقتولین کی تعداد ۸ لاکھ مقتولین برطانیہ کی تعداد ۷ لاکھ ۶ ہزار مقتولین اٹلی کی ۴ لاکھ ۶۰ ہزار اور مقتولین ٹرکی ۲ لاکھ ۵۰ ہزار بلجیم کی ایک لاکھ ۲ ہزار۔ بلغاریہ و رومانیہ کی ایک ایک لاکھ اور سرویا و مانٹی نگرو کے مقتولین بحیثیت مجموعی ایک لاکھ بتلائے جاتے ہیں۔ اور ممالک متحدہ امریکہ کے مقتولین کا اندازہ سب سے کم یعنی ۵۰ ہزار لگایا جاتا ہے۔ جنرل مارش کے ترتیب دیئے ہوئے ان اعداد میں ہندوستانی مقتولین کی تعداد کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہیں معلوم کہ ان کو برطانیہ کے مقتولین کی ۷ لاکھ ۶ ہزار کی تعداد میں شامل کر دیا گیا ہے۔ یا مذکورہ بالا تعداد خالص انہی مختلف اقوام کے مقتولین جنگ کی لگائی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو فرانس کے مقتولین میں بھی اسکی نو آبادیوں کے مقتول سپاہیوں کی تعداد شامل نہ ہوگی۔ اور اس حالت میں جنگ کا نقصان اور بڑھ جائیگا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ۷۳ لاکھ ۵۴ ہزار کے اعداد میں صرف وہ سپاہی شامل کیے گئے ہیں۔ جو یا تو معرکہ ہائے جنگ میں ہلاک ہوئے ہیں۔ یا بعد میں زخموں کے صدمہ سے مر گئے ہیں۔ لیکن اسباب جنگ سے مختلف علاقوں کی سول آبادی کو بھی جانی نقصانات پہنچے ہیں۔ اور بہت سے لوگ

سمندروں میں ہلاک ہوئے ہیں۔ جن کو اگر شامل کیا جائیگا۔ تو شاید اس مہیب جنگ کے نقصانات جان کا شمار ایک کروڑ سے کم نہ رہیگا۔"

ان حالات کو پڑھیئے اور خدا کی وحی میں **لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کر دونگا** (۲۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ بدر جلد ۶ نمبر ۱۳ صفحہ ۳) پر ایمان لائیے۔ اس کے ساتھ انفلوئنزا کے حملہ کا تصور بھی کیجئے۔ جس کی خبر یوم تاتی السماء بدخان مبین میں دی گئی تھی۔ اور چند دنوں میں ساٹھ لاکھ نفوس ضائع ہوئے۔ اور طاعون جو قیامت ڈھا رہا ہے۔ وہ تو سب کو معلوم ہی ہے۔ کیا میرے ابناء وطن کیلئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان مصائب و آفات کے اصلی اسباب دریافت کریں؟ آسمانی آواز تو کہتی ہے۔

ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانیکو ن

---

## ازالۂ شبہات

اللہ تعالےٰ نے او کصیب من السماء میں ایک ایسے شخص کی مثال دی ہے جس کی حالت یہ ہے۔ کہ اس پر بارش ہو رہی ہے۔ فیہ ظلمات و رعد و برق اور طرز عمل یہ کہ کلما اضاء لھم مشوا فیہ و اذا اظلم علیھم قاموا جب بجلی چمکی اور روشنی ہوئی ہو تو چل پڑا اور جب اندھیرا ہو گیا۔ تو ٹھہر گیا حالانکہ چاہئے یوں تھا کہ وہ روشنی میں سیدھی راہ تلاش کر لیتا اور پھر اس پر بے کھٹکے چلا جاتا۔ اور مشکلات کی تاریکی میں نہ گھبراتا۔ اسکا قدم آگے پڑتا پیچھے نہ ہٹتا۔ چنانچہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا میں فرمایا۔ خواہ تمھیں کسی قسم کا شک ہے اس واضح دلیل پر غور کرو کہ

بناسکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

اور بڑی تحدی سے اعلان کیا فأتوا بسورۃ من مثلہ اور ساتھ ہی فرمایا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا یعنی تم ایسا ہرگز نہ کر سکو گے پس اس حجت باہرہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ کلام حق ہی ہے خواہ کس قدر شبہات پیش کئے جائیں سعادتمند کا یہ طریق نہیں۔ کہ جب تک تمام شبہات دور نہ ہو جائیں ایمان نہ لائے۔ بلکہ ایک دلیل محکم دیکھ کر مان لینا چاہئے اور شبہات کا ازالہ جوں جوں نور ایمان بڑھیگا ہوتا جائیگا حضرت مسیح موعود کے معاملہ میں بھی اسی معاملہ پر کاربند ہونا چاہیئے

بعض لوگ واضح دلائل پر غور نہیں کرتے۔ اور چند شبہات کو لے بیٹھتے ہیں۔

# دیانندی تفاسیر پر سرسری نظر

(نوشتہ از فضل حسین احمدی مہاجر)

## صرف اردو ترجمہ

"ہم انسان جیسے عالم چھوٹی بڑی اشیاء کو معلوم کر کے حسب لائق کاروبار ٹھیک کرتے ہیں ویسے اور لوگ بھی کریں سب لوگوں کو چاہیئے کہ رعایا کے محافظ ایشور اور (آریہ) راجا کی اطاعت اور اُپاسنا (عبادت و بندگی) ہمیشہ کیا کریں"

(تفسیر دیانندی یجروید جلد دوم صفحہ ۱۰۴۲ ہندی بھاشا بھاوارتھ)

آریہ سماجی دوست یہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ویدوں میں سوائے پرمیشور کی اُپاسنا کے کسی دوسرے انسان یا بیجان اشیاء کی اُپاسنا کا حکم نہیں ہے۔ ایسے مدعیوں کو سامنے اگر اس عبارت کو پڑھنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ وید بھگوان جس کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ وہ خالص توحید کی تعلیم سے لبریز ہے۔ کیونکر صاف الفاظ میں راجہ کی بندگی کرنے کی آگیا (حکم) دے رہا ہے۔ اسی قسم کا ایک اور منتر رگوید سے بتلاتے ہیں ملاحظہ ہو

(پدارتھ) "جو عمدہ عزت کرنیوالے لوگ ہون کرتے اور اچھے کاموں سے متصف ہیں وہ اس سے اپنے راجا (یعنی) علم و معرفت والے میر مجلس کو (کی) ہی اُپاسنا اور اُس کا اظہار کرتے ہیں۔ وے لوگ ضرر رساں دشمنوں کو اچھے طور جیت کر پار ہو سکتے ہیں"

(بھاوارتھ) "کوئی بھی انسان میر مجلس (راجا) کی اُپاسنا (بندگی و عبادت) کرنے والے ملازم اور ممبروں کے بغیر اپنی سلطنت کی سدھی (قیام) کو حاصل ہو کر دشمنوں سے فتح حاصل نہیں کر سکتا" (جب تک۔ راجا کی عبادت کرنیوالے ملازم وغیرہ نہ ہونگے فتح محال ہے)

(تفسیر دیانندی رگوید حصہ اول صفحہ ۶۸۴-

منڈل ۱ سکت ۳ - منتر ۷ -

وید والے یعنی توحید بتلانے والے سماجی دوستو ان ہر دو ویدمنتروں کو چشم بصیرت سے دیکھو اور انصاف سے فیصلہ دو کہ شرک کی تعلیم کس کتاب میں ہے - وید میں یا قرآن مجید میں - جہاں فرماتا ہے - ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ (سورہ نسا)

**ترجمہ** تحقیق اللہ نہیں معاف کریگا اُسکو جو شرک کرے - پس یہ فیصلہ آپ کے ہی انصاف پر چھوڑتے ہوئے آگے چلتے ہیں -

(۲)

" وہ (سدا او دھا) ہمیشہ بڑھنے والا ......... آشچریہ روپ (بصورت حیرت انگیز) صفت فعل - عادات سے متصف پرمیشور "

(تفسیر ہندی دیانند صفحہ ۱۱۵۵ جلد دوم یجروید ۳۶/۴)

آریہ مترو بتلاؤ اس کتاب پر نازاں ہو جو کہتی ہے کہ پرمیشور ہمیشہ بڑھتا ہے کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ویدک ایشور ناقص ہے - کیونکہ وہی چیز بڑھیگی جو بڑھنے سے قبل کم ہو - تو جس کی کاملیت کے لئے عرصہ دراز درکار ہے اس کا کلام بھی کامل نہ تھا پس جب وید ناقص ہے - تو الہامی نہ رہا - کیونکہ آریہ سماجی سب سے اول شرط الہامی کتاب کے لئے یہ ٹھہرایا کرتے ہیں - کہ وہ کامل و اکمل ہو - جب وید کامل نہ ہوا تو پھر نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ الہامی بھی نہیں -

اور تیسری بات یہ ہے - کہ جو چیز بڑھنے والی ہوگی - وہ ضرور کسی دوسرے کی محتاج ہوگی - کیونکہ خود بخود کم و بیش ہونی امر محالات سے ہے - جب ویدک ایشور پورے طور پر بڑھا نہیں بلکہ تدریجاً شاہرہ ترقی پر قدم زن ہے - تو ماننا پڑے گا کہ اُس کو ترقی دینے والی کوئی اور بالا ہستی ہے - کیونکہ جو محدود ہے - وہ ایک حد کو چاہتا ہے پس ویدک ایشور جب بہ سبب کمی کے محدود ہے تو ضرور کسی محدود (حد بستہ کرنیوالا) کے زیر اثر ہوگا جو اسکو آہستہ آہستہ ترقی کے زینہ پر لے جا رہا ہو -

تو اسے دیانندی بھائیو جو وجود کسی دوسرے وجود کا محتاج ہے - وہ کس طرح اور

ہے کیسے خدا یا پرمیشور مانا جا سکتا ہے۔ پس خدارا ان عقائد باطلہ سے باز آؤ اور ایسے خداؤں کے پرستار نہ بنو جو خود بھی ناقص الوجود ناقص العلم والعقل بتایا جاتا ہے۔

(۳)

سوامی دیانند بھاؤارتھ میں فرماتے ہیں:

(صرف اردو ترجمہ) "ہے انسانو جو لوگ پرمیشور نے مقرر کیا کہ دھرم پر چلن کرنا اور ادھرم (بیدینی) کا چلن ترک کرنا چاہیئے۔ اس سے باہر نہیں ہوئے بے انصافی دوسرے کی اشیاء کو نہیں لیتے وہ تندرست ہو کر سو برس تک زندہ رہ سکتے ہیں ادھر (خدا) کے حکم کے مخالف نہیں جو مکمل برہمچریہ سے علم پڑھ کر دھرم کا چلن کرتے ہیں انکو موت درمیان (سو برس کے اندر) نہیں دباتی"

(دیانندی تفسیر یجر وید بھاشیہ صفحہ ۱۴۹ $\frac{۳۵}{۱۵}$)

معزز ناظرین مرقومہ بالا عبارت غور سے پڑھیں اور دیکھیں اس سے خود لکھنے والے کے ہی متعلق کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور نتیجہ نکالنے سے پہلے آریہ سماجیوں کے اس دعوے کو بھی ملحوظ رکھ لیں کہ "آریہ سماج کے مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی بسبب ویدوں پر حقیقی عمل پیرا ہونے کے نجات پا گئے" اس قسم کا دعویٰ پنڈت لیکھرام نے بھی اپنی کتاب کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۶۵ کالم ۲ میں کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

"بس وہ (سوامی صاحب) دھرم اور قدم پر جان نثار کر کے صداقت کا راستہ بتلا کر دھارمک (مذہبی) شہید ہو کر ضرور نجات پا گئے"

سماجی بھائیو! وید کے بھاؤارتھ میں جو سوامی نے خود تحریر فرمایا۔ کہ ویدا را ور پکے برہمچاری کی یہی نشانی ہے۔ کہ وہ سو برس تک ضرور زندہ رہے۔ اسکا کیا مطلب ہے۔

(۴)

(صرف اردو ترجمہ) "جب ہنسک سے ہم مخالفت کریں اور جو ہنسک ہم سے مخالفت کرے اس کو ہم لوگ ان بھیڑیئے وغیرہ (خونخوار) پرندوں کے منھ میں ڈالدیں"

(تفسیر دیانند یجروید صـ۱۳۵ جلد اول ۱۵/۱۵ ادھیائے منتر)

ایک طرف تو سوامی جی یہ تعلیم سناتے ہیں۔ دوسری طرف آپ یہ تحریر فرماتے ہیں

"ان کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے ان سے پوچھنا چاہیے کہ کیا چوری کا عوض چوری ہی ہے، جتنا نقصان چور وغیرہ چوری سے کیا کریں ہم بھی (اُن کا نقصان) چوری سے ہی کریں۔ یہ بالکل بے انصافی کی بات ہے۔ کیا کوئی جاہل ہمکو گالیاں دے تو ہم بھی اُسکو گالیاں دیں۔ یہ بات نہ خدا کی نہ خدا کے معتقد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو صرف خود غرض لا علم آدمی کی ہے"

(اردو ستیارتھ صـ۵۷۰ نمبر ۳۵ سمولاس نمبر ۱۴)

اب اس تضاد کا انصاف ناظرین ہی پر چھوڑا جاتا ہے۔

(۵)

(صرف اردو ترجمہ) "جیسے میں دشٹ عادت والے مخالفوں کے سروں کو بھی چھیدن (پاش پاش) کرتا ہوں۔ ویسے تم بھی چھیدن کرو" (ہندی تفسیر دیانند یجروید جلد اول صـ۱۲۹ ادھیائے ۳ منتر ۲۲)

معزز ناظرین اس منتر کا ترجمہ جو سوامی جی نے ہم تک پہنچایا ہے وہ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب اس پر جو ریویو ہونا چاہیئے۔ وہ بھی سوامی جی ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ صرف اسلام کی بجائے ویدک مذہب کر لینے کی اجازت لے لینی چاہیئے ستیارتھ پرکاش اردو صـ۵۹۱ نمبر ۷ سمولاس نمبر ۱۴ ملاحظہ ہو۔ جہاں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"واہ جی واہ! خدا اور پیغمبر خوب رحمدل ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں اُن کافروں کی جڑ کاٹنے اُن کی گردن مارنے اور اُن کے جوڑوں کو کاٹنے کا خدا حکم دیتا

ہے۔ اور اس کام میں ان کا ممد و معاون بنتا ہے۔ کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے؟ یہ سب لیلا قرآن کے مصنف کی ہے خدا کی نہیں۔ اگر خدا کی ہو۔ تو ایسا خدا ہم سے دُور رہے اور ہم اُس سے دُور رہیں"۔



## (۶)

## صرف اُردو ترجمہ

"ہے سپہ سالار (امیر فوج) جیسے سب طرف سے ساکن کُرّہ آفتاب (سورج) غیر ساکن کرنوں سے ننانوے قسم کی اطراف کے حصّوں کو پراپت (حاصل) ہوئے جو ہارن کرنیوالی ہوا وغیرہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان بادل کے لطیف بطور حصہ پانیوں کو ہنتی (ہلاک کرنا) کرتا ہے ویسے تو بہت سے بیدینوں (ویدک دھرم کے مخالفوں) کو ہلاک کر"۔

رگوید تفسیر دیانند بھاشا جلد دوم صفحہ ۱۴۲۲۔ منڈل ۱ سوکت ۸۴ منتر ۱۳

اِس وید منتر میں دو باتیں معلوم ہوتی ہیں جنپر ریویو کی ضرورت ہوسکتی ہے۔ اول سورج ساکن ہے۔ دوم دھرم کے مخالفوں کو ہلاک کرنے کا حکم۔ متوخر الذکر کے متعلق تو پہلے بھی سوامی جی کے قلم سے ریویو ہو چکے ہیں اب اتنی ضرورت نہیں مگر خیر کچھ اور بھی ہو جائے تو حرج نہیں۔ یہ ریویو بھی سوامی جی کے قلم سے نکلا ہے۔

"اپس میں لہو نہ بہانا اور اپنے ہم مذھبوں کو گھر سے نہ نکالنا۔ اور دوسرے مذہب والوں کا خون بہانا اور گھر سے اُنہیں نکالنا بھلا کونسی اچھی بات ہے۔ یہ تو بےعلمی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے"

اردو ستیارتھ صلے ۵۷۱ نمبر ۱۷ سمولاس ۱۴

اب اول الذکر امر کہ "سورج ساکن ہے" کے متعلق فلسفیانہ یا سائنٹیفک مو شگافیاں بیان کرنیسے بوجہ کمی گنجایش معذور ہیں۔ صرف سوامی جی کے الفاظ نقل کر دیتے ہیں۔

**سوال**۔ کتنے ہی لوگ کہتے ہیں کہ سورج گھومتا ہے اور زمین نہیں گھومتی۔ دوسرے کہتے ہیں کہ زمین گھومتی ہے سورج نہیں گھومتا۔ اس میں سچ کیا مانا جائے۔

**جواب از سوامی جی** "یہ دونوں جھوٹے ہیں۔"

اردو ستیارتھ صہ ۲۶۲ سمولاس ۸ نمبر ۵۳

پھر اسی ستیارتھ صہ ۲۶۳ پر ارقام فرماتے ہیں کہ "جو سورج کو ساکن بتلاتے ہیں وہ بھی علم سیارات کے جاننے والے نہیں
وید بھگوان تو فرماتا ہے کہ سورج ساکن ہے اور سوامی جی اسکی تکذیب میں لگے ہوئے
ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں اور علم سیارات سے ناواقف +

(۷)

معزز مضمون نگار مجھے معاف فرمائینگے کہ مینے ان کا نمبر ۷ کاٹ دیا ہے اور چھپنے نہیں
دیا۔ کیونکہ اس میں تفسیر دیانندہ صہ ۲۱ جلد اول ہندی یجروید ۱۹/۲۷ کا حوالہ ہے جو میں نقل کرنیسے
بھی شرم کرتا ہوں۔ البتہ اسکی موجودگی میں خدا کے پاک کلام والتی احصنت فرجہا
فنفخنا فیھا من روحنا پر ان الفاظ میں اعتراض کرنا تاواجب ہے۔
"ایسی فحش باتیں خدا کی کتاب کی تو کیا کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہوسکتیں"
کیونکہ عربی زبان کے لحاظ سے اس میں کوئی خلاف تہذیب بات نہیں احصنت فرجہا کے
معنے عصمت کی نگہداشت بلکہ تمام قوی پر اعلیٰ درجہ کا ضبط رکھنے کے۔ اور نفخ روح سے مراد
کلام پاک سے مشرف کرنا + (اڈیٹر)

(۸)

آریہ سماج کے جناب سوامی جی قرآن پاک کے ان الفاظ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً
کا ترجمہ کرکے "پکارو پروردگار کو عاجزی سے" اعتراض کرتے ہیں کہ:۔
کیا تمہارا خدا بہرہ ہے جو پکارنے سے سنتا ہے۔ یہ سب باتیں خدا کیطرف سے نہیں ہیں
اس سے قرآن خدا کا بنایا ہوا نہیں ہوسکتا"

ستیارتھ اردو صہ ۵۹۰ و صہ ۵۸۹

حالانکہ خود ہی ہمیں یجروید سے سناتے ہیں
"اس لئے آپ کا نجات دلا نیوالے دولت کے لئے دھیان کرتے ہیں جو بڑے بڑے
گن کرم اور سبھاؤ (صفت فعل عادت) والا برسنے والے بادل کے برابر گرجنے والے بادل کیطرح
حمد و ثناء کرنیوالے کی حمد و ثنا سے بہت بڑی طاقت کے ساتھ روشن ہوتا ہے اس ایشور کو

جانکہ یوگی (عارف) بہت ہی ترقی کو حاصل کرتے ہیں "

(یجر وید تفسیر دیانندجی جلد اوّل ہندی صـ ۲۱۹ ۲۷ ب)

یعنی بادلوں کے برابر جو آواز نکال کر حمد و ثنا کرتا ہے اسکی حمد و ثنا سنکر پریشور عارفوں کو اعلےٰ مراتب تک لیجاتا ہے۔ پس سوامی جی کے اعتراضیہ الفاظ کا دہرا دینا کافی ہوگا

# مسیحی دوست کے خط کا جواب

قبل ازیں ہم آپکے دو سوالات کی نسبت مفصل جواب نمبر ۲ میں عرض کر چکے ہیں۔ اب تیسرے سوال کا جواب تحریر ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ "جب بموجب مسلمات ایمانیات اہل اسلام نیکی و بدی اللہ تعالےٰ سے ہے تو جزا سزا کیسی" اور اسی سوال کے ضمن میں آپ دریافت فرماتے ہیں کہ "جب بموجب عقیدہ مسلّمہ اہل اسلام کے نیکی بدی کا خالق خدا ہے تو پھر نیکی کا اثر تو وجود الٰہی میں ضرور ہے لیکن بدی کا اثر کیوں نہیں قاعدہ کے رو سے تو ہونا چاہیئے"

**جواب**۔ جناب والا! یہ کس "قاعدہ" کا آپ ذکر فرماتے ہیں۔ بہ تفصیل بتلانا چاہیئے آپ کو معلوم ہو کہ یہ قاعدہ مزعومہ صحیح نہیں۔ آپ ذرا غور کریں۔ بموجب توریت کی کتاب پیدایش کے پہلے ہر دو باب کے خدا روشنی اور تاریکی کا بھی خالق ہے۔ اب بموجب آپ کے قاعدے کے چاہیئے۔ کہ خدا میں جس طرح روشنی ہے اسی طرح تاریکی بھی ہو شیطان کو کس نے خلق کیا حیوانوں کا کون خالق ہے تو کیا نعوذ باللہ شیطنت اور حیوانیت کا اثر بھی ذات الٰہی میں ضرور ہوگا۔ زنہار نہیں۔ مخلوق کے افعال و صفات کا خواہ وہ ذاتی ہوں یا حاصل کردہ خلق کرنے والی ذات میں پایا جانا ضروری نہیں بلکہ میرے خیال میں ضرورت اسکے خلاف ہے کیونکہ بہر حال مخلوق سے خالق اعلےٰ ہوا کرتا ہے۔ پس اگر ادنیٰ مخلوق والی ادنیٰ صفات ذات اعلےٰ میں ہوں تو وہ بالاتر کیسے ہو سکتا ہے میرا اپنا ذاتی خیال اس بارے میں یہ ہے کہ مخلوق کو خالق کے ساتھ کوئی مماثلت و مشابہت زنہار نہیں بقول شخصے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

میں آپکو یاد دلاتا ہوں کہ اس بارے میں آپ ٹشنڈ ادف صاحب کی تفسیر متی کا وہ مقام

پڑھیں۔ جہاں فاضل مسیحی صوفی مسیح کے اس جواب "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر خدا" کی تفسیر فرماتا ہے میں سچ کہتا ہوں۔ اگر آپ توحید الٰہی کے دلدادہ ہونگے تو بڑی حد تک محظوظ ہونگے۔ اس صوفی یعنی ٹشٹڈارف صاحب نے اس مقام پر ایسے تمام اعتراضات کا جواب دیا ہے جیسا آپنے تحریر فرمایا ہے۔ پس آپ ضرور اس تفسیر کو دیکھیں +

اب آپ کے **اصل سوال کا جواب** تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ جب نیکی بدی اللہ سے ہے۔ تو جزا سزا کیسی" اپنے خط میں آپ نے اگرچہ تفصیلاً تو نہیں مگر اشارۃً و کنایتاً تقدیر پر بھی لے دے کی ہے مثلاً آپ کا یہ تحریر کرنا۔ کہ "نیکی بدی خدا کیطرف سے۔ اگر کسی قدرتی یا فطرتی بد شخص کو جہنم نصیب ہوا۔ چلو بھائی تقدیر بحوالہ تقدیر اور خلاصی ہوئی"۔ اب میرا خیال ہے کہ میں آپکو بتاؤں کہ یہ سب اعتراضات تحریر کردہ آنجناب اسلام پر تو ہرگز نہیں۔ الّا بائبل پر حرف بحرف عائد ہوتے ہیں۔ آپ بغور مطالعہ فرماویں +

دلیل اول۔ موسیٰ کے خطاب میں خدا تعالیٰ کا قول کتاب خروج کے اندر کئی جگہ یوں منقول ہے درس ۲۱ باب ۴ کا میں اسکے (فرعون کے) دل کو سخت کرونگا + اور درس ۱ باب ۱ کا۔ میں نے اسکے دلکو (فرعون کے) اور اسکے نوکروں کے دلکو سخت کر دیا ہے" اور درس ۱۵ و ۱۹ باب ۸ کا اور درس ۳۵ باب ۹ یوں ہے۔ فرعون کا دل سخت ہوگیا جیسا یہوواہ نے کہا تھا۔ اور درس ۲۰ و ۲۷ باب ۱۰ اور درس ۱۰ باب ۱۱ یوں ہے۔ یہوواہ نے فرعون کے دلکو سخت کر دیا"

اب آپکو معلوم ہو۔ کہ ان درسوں میں دل کے سخت کرنے کی نسبت خدا کی طرف ہے اور آیت ۳ و ۴ باب ۲۹ استثنا میں یوں ہے۔ "یہوواہ نے تم کو وہ دل جو سمجھے اور وہ آنکھیں جو دیکھیں اور وہ کان جو سنیں آجتک نہیں دیئے"۔ اور اسی درس کا اقتباس پولوس رسول نامہ رومیہ میں یوں درج کرتے ہیں روم ۱۱/۸ آج تک خدا نے انھیں اونگھنے والی روح اور اندھی آنکھیں اور بہرے کان دیئے ہیں"۔

اور یسعیاہ ۶/۹ میں ہے۔ نسخہ فارسیہ ۱۸۳۸ء ہر دو ایں قوم را بگو کہ بشنوید لیکن درک مکنید بہ بینید لیکن دریافت نکنید۔ دل ایں قوم را گندہ گرداں و گوشہائے ایشاں را گراں نما و چشمہائے ایشاں را تیرہ کن۔ مبادا کہ ایشاں از چشماں بہ بینند و بگوشہا بشنوند و بدلہا

بفهمند و توبه کنند و من ایشانرا شفا بخشم۔ اور انھیں آیات کا اقتباس یوحنا رسول یوں درج کرتے ہیں۔ ۱۲ یوحنا ۴۰ ’’اس نے ان کی آنکھیں اندھی کیں اور انکے دل سخت کیے ہیں تا نہ ہووے۔ کہ آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور پھر جاویں اور میں انھیں چنگا کروں اور نسخہ فارسیہ مذکور کتاب یسعیاہ ۲۹ ب ۱۰ یوں ہے۔ خداوند روح خواب گراں بر شما ریختہ است و چشمہائے شما را بستہ است و بر انبیا و سرداران و خواب بینان حجاب انداختہ است‘‘۔

مذکورہ بالا منقولہ عبارات سے صاف ثابت ہے کہ خدا ہی نے بنی اسرائیل کے دل اور آنکھوں اور کانوں پر پردہ ڈالدیا ہے اسی سبب سے وہ امر حق کو نہیں سمجھتے۔ اور اچھی چیز کو نہیں دیکھتے اور حقانی بات کو کانوں سے نہیں سنتے۔ اور گمراہ کرنیکے معنے اس سے زیادہ اور کیا ہونگے۔

یسعیاہ ۶۳ / ۱۷ اے خداوند کیوں تو نے ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا۔ اور ہمارے دلکو سخت کیا۔ کہ تجھ سے نہ ڈریں۔ اس میں تو صاف صاف دل کے سخت اور گمراہ کرنے کی نسبت خدا کی طرف ہے۔

حزقی ایل ۱۴ / ۹ میں خدا کا قول یوں منقول ہے ’’اور وہ نبی جو فریفتہ ہووے اور بات بولے تو میں خداوند نے اس نبی کو سست کیا‘‘ اس میں تو صاف صاف خداوند کھلے طور پر فرماتا ہے کہ جب کوئی بہکے تو میں ہی اسکو بہکاتا ہوں۔ اور کتاب سلاطین ۱ باب بائیسویں میں ہے آیت ۱۹ پھر میکہ نے کہا۔ کہ تم یہواہ کے سخن کو سنو۔ میتے یہواہ کو اسکی کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اور سارا آسمانی لشکر اسکے دہنے بائیں ہاتھ کھڑا تھا۔ اسوقت یہواہ نے فرمایا کہ رحاب کو کون ترغیب دیگا۔ کہ وہ چڑھ جاوے اور راموث جلعاد پر جا پڑے۔ تب ایک کچھ بولا اور دوسرا کچھ۔ اسوقت ایک روح نکل کے یہواہ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اور بولی۔ کہ میں اسے ترغیب دونگی پھر یہواہ نے فرمایا کس طرح سے وہ بولی میں جاؤنگی - اور جھوٹی روح بن کے اسکے سارے نبیوں کے منہ میں پڑونگی۔ یہواہ بولا تو اسے ترغیب دیگی۔ اور غالب بھی ہوگی۔ جا ایسا کر۔ دیکھ یہواہ نے تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی ہے اور یہواہ نے تیری بابت بری خبر دی ہے‘‘۔

اب جاننا چاہیئے کہ وہ نبی جنکے حق میں میکہ پیغمبر فرماتے ہیں کہ یہواہ نے تیرے ان سب

نبیوں کے منہ میں جھوٹی رُوح ڈالی ہے موافق باب مذکور کی آیت ۵ کے چار صد نفر
کے قریب تھے۔ اور موافق درس مذکور اور درس ۱۲ کے سب نے بالاتفاق اخاب شاہ اسرائیل کو
خبر دی تھی کہ راموت پر چڑھ جا۔ کہ یہواہ اسے بادشاہ کے قبضے میں کر دیگا + اور پولوس رسول
اپنے خط بنام تھسلونیقیوں ۲ کے باب ۲ میں یوں فرماتے ہیں۔ آیت ۱۱ خدا ان پاس فریب
کی روح کو بھیجے گا۔ یہاں تک کہ وہ جھوٹ پر ایمان لاوینگے۔ تاکہ وہ سب جو کلام حق پر ایمان
نہ لاکر جھوٹ سے راضی ہیں سزا پاویں۔" اس میں پولوس مقدس صاف فرماتے ہیں کہ خدا
خود ہی فریب کی تاثیر کو بھیجتا ہے اور پھر اس لئے کہ سزا دیوے۔

اور یسعیاہ ۴۵/۷ یوں ہے نسخہ فارسیہ "سازندۂ نور و آفرینندۂ تاریکی منم صلح دہندہ
و ظاہر کنندہ شر منکہ خداوندم این ہمہ اشیاء را بوجود مے آرم +

اور مرثیہ یرمیاہ ۳/۳۸ میں ہے۔ آیا خیر و شر از دہان خداوند صادر نمے شود اور میکاہ
۱/۱۲ میں ہے۔ اما ہر بدی بر دروازۂ اورشلیم از خداوند نازل مے شود"۔ اب ان آیات
میں صریحاً مرقوم ہے کہ شر اور خیر خدا سے صادر ہوتے ہیں۔ اور شر کا خالق خدا ہے۔ اب
آپکی یہ عقلی دلیل۔ کہ "اگر شر خدا سے ہو تو خدا کامل اور منزہ اور پاک اور مقدس نہیں ہو سکتا
اور درآنحالیکہ خدا کی ذات پاک ہے ان صفات کا مٹنا محال ہے پس ظاہر ہے کہ خدا
سے شر کا صادر ہونا کسی طرح ممکن نہیں۔" مردود ہو چکی ہے اور عقلاً و
نقلاً غلط ہے۔ عقلاً اس طرح کہ جیسے خدا کے سفیدی اور سیاہی اور تمام اعراض کے خالق
ہونے سے لازم نہیں آتا۔ کہ وہ سفید اور سیاہ اور مثل انکے ہو۔ اسی طرح اس کے شر کے
خالق ہونیسے لازم نہیں آتا۔ کہ نعوذ باللہ وہ شریر بھی ہو۔ اور اسی طرح شہوت اور حرص کے
پیدا کرنے سے یہ صفات خدا میں ہونی ضروری نہیں ہیں اس میں وہی حکمت ہوگی جو
شیطان کے پیدا کرنے میں ہے +

اور نقلاً جیسے اوپر متعدد حوالہ جات کی رو سے ثابت ہے۔ اور علاوہ ازیں ذیل کے
حوالہ جات بھی اس پر شاہد ہیں۔ انجیل متی ۱۱/۲۵ میں ہے۔ اسوقت یسوع کہنے لگا۔ اے باپ
آسمان اور زمین کے خالق میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ کہ تو نے ان چیزوں کو حکیموں اور عاقلوں

سے چھپایا۔ اور لڑکوں پر کھولا۔ ہاں اے باپ ایسا کرنے میں تیری رضامندی تھی اور لوقا ۱۰/۲۱ میں ہے۔ اس وقت یسوع دل میں بہت خوش ہو کر بولا۔ اے باپ آسمان اور زمین کے مالک میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ کہ تو نے ان سب باتوں کو حکیموں اور داناؤں سے چھپایا اور لڑکوں پر ظاہر کیا۔ یونہی ہووے اے باپ کہ تیری نگاہ میں یہی اچھا معلوم ہوا" اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اس حقیقت اور حقانیت کو حکما اور عقلاء سے چھپایا۔ اور جناب مسیح اس پر خوش ہوتے ہیں پس حکماء اور عقلاء کے حق میں یہ امر خدا کی طرف سے اضلال اور گمراہ کرنا ہی ہے اور خداوند کو بھی مرغوب اور اچھا لگا۔

اب ان دلائل کے علاوہ تقدیر کے اور شواہد سنئے:۔

ایوب ۴۲/۲ میں ہے۔ نسخہ فارسیہ "ہر چہ برائے من مقدر شدہ است بوقوع خواہد رسانید"۔

زبور ۱۴۹/۹ میں ہے "تاکہ جو ان کی تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔ انھیں سا پہنچے"۔

صفنیاہ ۲/۲ میں ہے "تم اپنے کو جمع کرو۔ اور جمع ہو جاؤ۔ اے بے حیا لوگو اس سے آگے کہ تقدیر اسی دن کو جو بھوسے کی مانند جاتا رہے گا۔ وجود میں لاوے"۔

اور جناب مسیح کا قول اپنے حق میں اور یہودا اسکریوطی کی مذمت میں یوں ہے لوقا ۲۲/۲۲ نسخہ فارسیہ "فرزند انسان برحسب تقدیر مے رود لیکن وائے بر آنکس کہ اور اتسلیم مے نماید" اس میں اپنی گرفتاری کو بہ حسب تقدیر فرماتے ہیں اور پکڑوانے والے کو مستحق عذاب فرماتے ہیں۔ اور آپ کے نزدیک یقیناً یہودا اسکریوطی جہنمی ہے۔ پس دیکھو ان آیات میں بوجہ احسن تقدیر کے ثبوت موجود ہیں۔

رومیوں ۸/۲۹ میں ہے "جنھیں اس نے (خدا نے) پہلے سے جانا۔ ان کو اپنے بیٹے کے ہم صورت ہونے کے لئے تقدیر کیا۔ اور اس نے جنکی تقدیر کی۔ انھیں بلایا"۔ ان آیات سے واضح ہے کہ ازل ہی سے مقدر تھا کہ کون کون مسیح پر ایمان لاوے گا۔ اور اسی رومیوں کے خط کے ۹/۱۰ میں ہے۔ ربقہ بھی ایک سے یعنی ہمارے باپ اسحاق سے حاملہ ہوئی۔ اور جب اور جب لڑکے پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور نہ کچھ نیک یا بد کام کیا تھا تاکہ خدا کی مرضی برگزیدگی میں

جو کاموں سے نہیں بلکہ قبول کرنیوالے سے ہے ثابت رہے۔ اس لئے اِسے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا جیسا لکھا ہے کہ مَینے یعقوب سے محبت کی اور عیسو سے نفرت کی۔ تو ہم کیا کہیں خدا کے پاس بے انصافی ہے ایسا نہووے کہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے مَیں جس پر چاہوں رحم کرونگا جسپر چاہوں مہر کرونگا۔ پس یہ نہ چاہنے والے سے نہ تلاش کرنے والے سے بلکہ رحیم خدا سے ہے اور کتاب مقدس فرعون سے کہتی ہے کہ مَیں نے اِس لئے تجھے بڑھایا کہ تیرے وسیلے سے اپنی قدرت ظاہر کروں۔ اور میرا نام تمام روئے زمین میں مشہور ہو۔ پس وہ جسپر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے۔ پس تو مجھ سے یہ کہے گا۔ پھر وہ کیوں ملامت کرتا ہے اسکے ارادہ کو کون رد کرتا ہے اے آدمی تو کون ہے۔ جو خدا سے تکرار کرتا ہے کیا کاریگری کاریگر کو کہہ سکتی ہے تو نے مجھے کیوں ایسا بنایا۔ کیا کمہار کو مٹی پر اختیار نہیں کہ وہ ایک ہی لوندے میں سے ایک برتن عزت والا اور دوسرا بے حرمت بناوے۔

اب ظاہر ہے کہ اس عبارت درس دسویں سے تیرھویں تک تقدیر کی حقیقت اور درس چودھویں سے اٹھارھویں تک یہ بات کہ خدا فاعل مختار ہے جسکو چاہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو چاہے گمراہ۔ بیان ہوئی ہے۔ اور درس انیسویں میں اس بات کو کہ پھر بندوں کو ان کے افعال پر ملامت کیوں کرتا ہے بطور شبہ کے ذکر کر کے درس بیسویں اور اکیسویں میں اس کا جواب یوں دیا ہے۔ کہ "وہ مالک ہے اور اسکو اپنی ملک میں ہر طرح کا اختیار ہے آدمی کا مقدور نہیں کہ دم مارے۔ کمہار مٹی پر اختیار رکھتا ہے کہ ایک ہی لوندے سے ایک اچھا باسن اور دوسرا بُرا بناوے مٹی کچھ نہیں کہہ سکتی۔

آہ کیا خوب رسول پولوس نے فرمایا ہے۔ ایک شاعر نے بھی اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے ؎ گل را چہ مجال است کہ گوید بہ کلال
کز بہر چہ مے سازی و چرا مے شکنی

کیا ہی اچھی بات حضرت یسعیاہ اپنی کتاب کے ۴۵/۹ میں فرماتے ہیں۔ "واویلا اس پر جو اپنے خالق سے جھگڑتا ہے وہ تو ٹھیکرا زمین کے ٹھیکروں میں سے ہے کیا مٹی کمہار

کو کہہ سکتی ہے کہ۔ تو کیا بناتا ہے۔ کیا تیری دستکاری کہہ سکتی ہے کہ تیرے ہاتھ نہیں"۔

اور علاوہ ازیں پولوس رسول کرنتھیوں ۲ کے ۷ میں فرماتے ہیں "بلکہ وہ حکمت الہی بولتے ہیں۔ جو چھپی ہوئی یعنی وہ پوشیدہ حکمت جسے خدا نے زمانے کے آگے ہماری بزرگی کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور پھر نامہ افسیوں کے پہلے باب میں ہے۔ آیت ۵۔ اس نے اپنی نیک مرضی کے موافق یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم کو اپنے لیپالک ہونے کے لئے اور اپنے فضل کی بزرگی کے لئے ہماری تقدیر کی۔ جس سے ہم نے میراث پائی اور اسکی قضا کے موافق جو اپنی مرضی کی صلاح کے موافق سب کچھ کرتا ہے مقرر کئے گئے"۔

اور یہوداہ کے خط میں ہے نسخہ فارسیہ ۴ مردے چند مخفیانہ داخل شدہ اند۔ کہ از قدیم ایں جزا برآنہا مقدر شدہ بود۔ یہاں تک تو ہم نے صرف یہ امر ثابت کیا ہے۔ کہ آپ کا یہ کہنا کہ "اسلام کے مسلمات کی رو سے جب نیکی بدی اللہ سے ہے تو جزا سزا کیسی" یہ اعتراض دراصل آپ پر ہی ہے اسلام پر نہیں ہو سکتا۔ البتہ بائبل پر بوجہ احسن ہو سکتا ہے جیسا ہم نے اوپر ثابت کر دیا۔ لیکن اب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ فقرہ ہمارا ہے جیسا آپ خود تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا اب اسکے معنے بھی ہم خود ہی بیان کرتے ہیں یہ کہ "نیکی و بدی اللہ تعالی سے ہے" اسکے کیا معنے ہیں پس اگر نیکی بدی سے مراد نیک و بد افعال لئے جاویں تو بھی یہ صحیح ہے اور وہ اس طرح پر کہ خدا نے ہی ہمیں بتلایا اور سکھلایا۔ کہ کون سے افعال نیک ہیں اور کونسے برے مثلاً ہم کو کیا معلوم تھا کہ نماز اچھی شے ہے اللہ نے بتلایا کہ نماز اچھی ہے اور مفید کام ہے ہم اسکو اسی وجہ سے نیک کہتے ہیں اور نیکی میں شامل کرتے ہیں۔ اسی طرح زنا کی نسبت کیا علم تھا کہ برائی ہے حیوانات کرتے ہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ مگر خدا نے بتلا دیا۔ کہ یہ برائی ہے اسلئے ہم اسکو برا جانتے ہیں اور بدی میں شامل کرتے ہیں۔ لہذا یہ نیکی بدی اللہ سے ہی ہے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ سکھ دکھ اللہ سے ہے۔ تو واضح ہو کہ کوئی چیز بذاتہ بری نہیں ہم استعمال میں اسکو برا بنا لیتے ہیں حتی کہ لذیذ مقوی کھانا بھی اگر اعتدال سے زیادہ کھا لیا جاوے تو دکھ دیتا ہے۔ پس برخلاف اس کے زہر اگر ایک مجوزہ طریق سے استعمال کیا جاوے تو مفید ہے

بس ثابت ہوا کہ استعمال ہی بُرا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ نیکی و بدی کا بنانے والا خدا ہے یا کسی کے نیک و بد افعال سے خدا بوجہ علم ازلی کے پہلے ہی سے واقف تھا کہ فلاں شخص فلاں جرائم کا مرتکب ہوگا اور فلاں کس فلاں نیکی کریگا۔ تو اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں۔ کہ پھر یہ اعتراض تو تمام روئے زمین کے ایسے مذاہب پر جو ذات الٰہی کے قائل ہیں ہو سکتا ہے اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ کسی فعل کے علم ہونیسے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اس کے کرنے پر کسی کو مجبور کیا جاوے۔ مثلاً ایک آدمی کی نسبت کسی شخص کو معلوم ہے کہ اس کا ارادہ ہے۔ کہ فلاں شب کو کسی جگہ نقب زنی کریگا۔ تو اب جسکو معلوم ہے۔ اس معلوم کے عالم پر یہ الزام نہیں عائد ہو سکتا کہ اس نے اسکو نقب زنی کرنے پر مجبور کیا۔ فقط والسلام

بندہ عبدالخالق از قادیان (تالیف و اشاعت)

# مسیحی عقیدہ تثلیث کی تاریخ

سب سے پرانا خلاصہ تعلیمات

(۱)

کلیسا جامع وہ ہے جو رسولوں کے عقیدے کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ رسولوں نے انجیل کی منادی کے واسطے دنیا کے مختلف حصوں میں جانیسے پہلے اس عقیدہ کو تسلیم کیا ہوا اُنکے عقیدے کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی عقیدے کی طفیل مسیح کے شاگرد رومیوں اور یونانیوں پر جو بت پرست تھے ممتاز ہوئے۔ بعضوں کا گمان ہے کہ پولوس اپنے شاگرد تمطاؤس کو اسی عقیدہ کی حفاظت کے واسطے تاکید کرتا ہے (دیکھو پولوس رسول کا خط نمبر ۲ بنام تمطاؤس $\frac{1}{14}$)

مقدس ایرینیس جس کا اُستاد پولیکارپ مسیح کے حواری یوحنا کا شاگرد تھا۔ اسی عقیدہ کی نسبت کہتا ہے کہ کلیسیا نے جو تمام روئے زمین پر پھیلی ہے۔ اس ایمان کو جو ایک خدا قادر مطلق پر ہے رسولوں اور اُنکے شاگردوں سے پایا ہے (ملاحظہ ہو تاریخ یوسی بس حصہ دوم باب ۸ دفعہ ۳۴)

(۲)

جب بدعتیں پیدا ہوئیں اور مسیح کی الوہیت کے اقراری لوگ آموجود ہوئے تو منکران الوہیت کی مخالفت میں ایک دوسرا عقیدہ مرتب کیا گیا۔ ۳۲۵ء میں ایک کونسل عامہ بمقام نائس منعقد ہوئی جس میں منکران الوہیت مسیح ملزم ٹھہرائے گئے۔ اور وہ عقیدہ تصنیف ہوا جو عقیدہ نائس کہلاتا ہے اس میں پہلے عقیدہ کی ضد میں یہ بڑھایا گیا کہ مسیح الہی ذات ہے + اس میں دو خداؤں کی تعلیم دیگئی۔ ایک بڑا خدا جس کا ذکر رسولی عقیدہ میں قادر مطلق کے لفظ سے ہوا ہے اور دوسرا مسیح بہرحال اس میں بھی صرف دو خداؤں کی تعلیم دیگئی ہے۔ تثلیث کا کہیں ذکر نہیں ٭

(۳)

اینتھانسس۔ یہ شخص پہلے انطاقیا کا ڈیکن تھا۔ پھر یہ روم کا بشپ ہو گیا۔ اس عقیدہ میں یہ اضافہ ہوا کہ مسیح کو بوضاحت تمام خدا کہا گیا۔ اور روح القدس زندگی کا بخشنے والا۔ یہ کونسل ۳۸۱ء میں بمقام قسطنطنیہ منعقد ہوئی۔ اس میں روح القدس کو خداوند اور زندگی بخشنے والا جو باپ سے نکلتا ہے کہا گیا ٭

(۴)

۴۴۷ء میں ایک کونسل ملک سپین میں بدیں غرض منعقد ہوئی کہ روح القدس کی نسبت فیصلہ کیا جائے کہ آیا وہ باپ اور بیٹے ہر دو سے مستخرج ہے یا صرف اکیلے باپ سے اور نیز تاکہ اسکی الوہیت کا اقبال بتوضیح و تشریح کیا جائے۔ اس کونسل میں فیصلہ کیا گیا کہ روح القدس باپ اور بیٹے ہر دو سے مستخرج ہے اور اب پورے تین خداؤں کی تعلیم دیگئی ٭

لیکن ایک نقطہ پر مغربی اور مشرقی کلیساؤں کا اس میں اختلاف ہو گیا۔ ہے اول الذکر تو روح القدس کو باپ اور بیٹے دونو سے مستخرج مانتی ہے لیکن مشرقی کلیسیا جسکو یونانی کلیسیا بھی کہتے ہیں۔ برخلاف پہلی کے اس کو صرف باپ سے نکلا ہوا تسلیم کرتی ہے ٭

ہم نے بلا کم وکاست ہر چہار عقیدے انکے ناظرین کے پیش کر دیئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقع میں مسیح نے تثلیث کی تعلیم کہیں نہیں دی اور نہ ہی اسکے متعلق کوئی آیت انجیل میں ملتی ہے + کیا کوئی مسیحی دوست جرأت کر کے ہمارے سامنے آئے گا اور ہمیں ایک ہی آیت انجیل میں سے دکھا دیگا جو ان کی خود ساختہ تثلیث کو ثابت کر سکے +

علاوہ اسکے ہم ایک مسیحی مورخ کا قول بھی اپنی تائید میں پیش کئے دیتے ہیں کہ واقع میں یہ تبدیلیاں مسیحی مذہب میں بعد میں ہوئیں۔ چنانچہ ڈاکٹر موشائن صاحب اپنی کتاب تاریخ کلیسیا کے حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ عیسائی مذہب نے اس وقت تک (دوسری صدی مسیحی) اپنے اصلی حسن وسادگی کو بچا رکھا تھا۔ اور اس کے مختصر عقائد رسولوں کے عقیدے میں سکھائے جاتے تھے دین کے معلم انکے علاوہ اور کوئی تعلیم نہ دیتے تھے +

فضل الرحمٰن ... دار الفضل قادیان

---

(۱)

مژدہ واکن مسیحا بر زمین است | ہمانان ظلّ ختم المرسلین است
تجلی جلوہ ریز قادیاں شد | رموزِ اسمہٗ احمد عیاں شد

ایک صاحب نے مجھے یہ دو شعر چھاپنے کیلئے دیئے ہیں اور کہا ہے کہ جناب گرامی ہوشیارپوری کا نتیجہ فکر ہے +

---

(۲) شکر واجب ہے کہ فضل ایزدی دمساز ہے
احمدِ محمود میرا دلبر طناز ہے
آتی ہے ہر دم مجھے الہام حق سے یہ ندا
عاشقانِ احمدی پر بابِ رحمت باز ہے
میں تصدق ہو رہا ہوں دل سے اسکے نام پر
جس کا روح القدس بھی اک عاشق جانباز ہے

یہ بہت پرانے زمانے کے شعر ہیں۔ مگر ہمارے سب حالی ہیں +

# ایک آیت قرآنی کا صحیح مفہوم

اور

# منکرانِ وفات مسیح کا عقیدۂ موہوم

قل فمن یملک من اللہ شیئًا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعًا۔ (پارہ ۶ ع ۷) سے منکران وفات مسیح یہ استدلال کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہیں حالانکہ یہ معنی اس آیت کے نہیں ہیں۔ میں اس آیت مذکورہ کا صحیح مفہوم بیان کرتا ہوں۔ پہلے اس آیت کے لئے حسب ذیل تفاسیر پڑھیں اور غور سے پڑھی ہیں:۔

تفسیر سراج منیر۔ تفسیر ابن جریر۔ تاج التفاسیر۔ جمل لابی البقا۔ صاوی۔ درمنثور۔ بیضاوی جامع البیان۔ اکلیل۔ شہاب علی البیضاوی۔ قنوی علی البیضاوی۔ روح المعانی۔ تفسیر کبیر تبصیر الرحمٰن۔ لطائف القرآن۔ مراح لبید۔ عرائس البیان۔ ابن عرفہ۔ تفسیر عبدالرحمٰن ثعالبی تفسیر مسیدہ۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر محمدی۔ روح البیان۔ انوار التنزیل۔ کشاف۔ خازن جلالین۔ مدارک۔

بعض تفاسیر کے بیان کردہ مضامین اس آیت کے متعلق ذیل میں لکھتا ہوں۔

تفسیر جلالین میں ہے فمن یملک من عذاب اللہ شیئًا یعنی خدا کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے۔ یعنی اگر خدا حضرت مسیح اور انکی ماں اور تمام اہل ارض کو عذاب دینا چاہے تو اس کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے۔ پس اس آیت سے مسیح کی حیات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کیونکہ مسیح اور انکی والدہ باوجود وفات یافتہ ہونے کے جس طرح کا وجود رکھتے ہیں خدا چاہے تو انھیں عذاب دے سکتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا جلالی کلام مسیح اور انکی والدہ کی الوہیت کی تردید میں ہے گو خدا تعالے عذاب دینا چاہتا نہیں لیکن اس میں کیا شک ہے

بالفرض اگر اس کا ارادہ ہو تو کون ہے جو روک سکے ۔

یہی بات تفسیر سراج منیر صفحہ ۳۲۸ میں لکھی ہوئی ہے۔ اسکے علاوہ تفسیر شہاب علی البیضاوی صفحہ ۲۲۷ میں ہے وھو علی فرض حیاتہا فلا یرد انہا ھلکت ۔ یعنی حضرت مسیح کی ماں کا ذکر اس آیت میں اس بنا پر ہے گر انکی حیات فرض کیجائے۔ ایک محقق کہہ سکتا ہے کہ مسیح کا ذکر بھی اسی بنا پر ہے کہ انکی حیات فرض کیجائے۔ یعنی جس طرح اس آیت سے حضرت مریم کی زندگی ثابت نہیں ہوتی اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اس سے حیات مسیح سمجھ لینا صرف اک خیال خام ہے ۔

تفسیر کشاف صفحہ ۳۲۵ میں ہے یہلک یعنی یعدم المسیح وامہ۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ یہلک کے معنے یہ ہیں کہ خدا چاہے تو مسیح اور انکی والدہ کو معدوم کرے۔ گم کر دے۔ نیست و نابود کر دے۔ گو وہ ایسا چاہتا نہیں ہے لیکن کیا شبہ ہے کہ اگر خدا چاہے تو کون آڑے آسکتا ہے۔ پس کشاف نے بھی بتادیا کہ اس آیت کو حیات مسیح سے اور حیات مسیح کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس آیت کا طرز ادا اور رنگ بیان ہی اور ہے جسے حیات مسیح سے کوئی مناسبت نہیں ۔

تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۲۸ میں ہے یہلک یعذب۔ یعنی اگر خدا چاہے تو مسیح اور انکی ماں کو اور تمام اہل ارض کو عذاب دے گو خدا ایسا چاہتا نہیں ہے لیکن یہ کلام مسیح اور انکی والدہ کو خدا ماننے والوں کی تنبیہہ اور زجر کے لئے جلالی شان میں صدائے کبریائی ہے حیات مسیح سے اس آیت کو کوئی لگاؤ نہیں۔ مذکورہ بالا معنی کی تاکید کے لئے ہم قرآن کریم کی روشنی میں تھوڑی سی تفتیش و تحقیق اور بھی کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ لفظ یہلک جو اس آیت میں ہے ہمیشہ عذاب دینے برباد کرنے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے چنانچہ وہ آیتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں جو اس امر کی گواہ ہیں اور ہم صیغہ غائب مخاطب متکلم۔ ماضی۔ مضارع ہر اک طرح کی چند چند مثالیں پیش کرتے ہیں جنسے معلوم ہو گا کہ اہلاک جس سے یہلک بنا ہے۔ ہر جگہ عذاب دینے برباد کرنے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے ۔

بحث ماضی صیغہ متکلم کی مثالیں جن میں فاعل خدا تعالےٰ ہے جس طرح کہ ہلاکت ہیں :-

(۱) وکم اھلکنا قبلھم من قرن (مریم) (۲) وکم اھلکنا من قریۃٍ (قصص) (۳) من بعد ما اھلکنا القرون (قصص) (۴) وما اھلکنا من قریۃٍ الا ولھا کتابٌ معلوم (حجر) (۵) وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون (شعراء) (۶) واھلکنا اشد منھم بطشا (زخرف) (۷) واھلکنا المسرفین (انبیاء) (۸) وکم من قریۃٍ اھلکناھا (اعراف) (۹) ولو انّا اھلکناھم بعذاب (طہ) (۱۰) وما امنت قبلھم من قریۃٍ اھلکناھا (انبیاء) (۱۱) وحرامٌ علی قریۃ اھلکناھا (انبیاء) (۱۲) فکاین من قریۃٍ اھلکناھا (حج) (۱۳) وتلک القریٰ اھلکناھم لمّا ظلموا (کہف) (۱۴) اھلکناھم فلا ناصر لھم (محمد) (۱۵) والذین من قبلھم اھلکناھم (دخان) (۱۶) فاھلکناھم بذنوبھم (انفال) (۱۷) افلم یھد لھم کم اھلکنا قبلھم (طہ) (۱۸) ولقد اھلکنا القرون (یونس) (۱۹) ولقد اھلکنا ما حولکم (احقاف) (۲۰) ولقد اھلکنا اشیاعکم (قمر) (۲۱) الم یروا کم اھلکنا من قبلھم (انعام) (۲۲) افلم یھد لھم کم اھلکنا من قبلھم من القرون (سجدہ)

تمام مذکورہ بالا آیات میں اھلکنا صیغہ متکلم ماضی ہے اور اھلاک سے مراد عذاب دیکر برباد کرنا ہے کیونکہ صرف موت معمولی مراد ہو تو یہ امر ان آیات میں نہ صرف سیاق سباق اور محل وموقع کے خلاف ہے بلکہ ایک لغو بات ہوگی۔ اسواسطے کہ معمولی موت کے ذریعہ تو خدا نے تمام گذشتہ نیک بندوں اور نبیوں کو بھی وفات دی ہے پس یقیناً اہلاک سے مراد عذاب دیکر برباد کرنا ہے۔

اب ہم ایسی مثالیں بتاتے ہیں جن میں صیغہ متکلم مضارع ہے اور اھلاک سے مراد عذاب و برباد کرنا ہے۔

(۱) الم نھلک الاولین ثم نتبعھم الاخرین (مرسلات) (۲) فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین (ابراہیم) (۳) واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا (بنی اسرائیل)۔

وہ مثالیں جن میں مخاطب مضارع ہے اور اھلاک سے مراد عذاب اور برباد کرنا ہے

(۱) اتھلکنا بما فعل السفھاء منّا (اعراف) (۲) اتھلکنا بما فعل المبطلون۔ (اعراف)

وہ مثالیں جنمیں صیغہ اسم فاعل ہے اور مراد اھلاک سے مراد عذاب اور برباد کرنا ہے۔

(۱) ذٰلک ان لم یکن ربّک مھلک القریٰ (انعام) (۲) وما کان ربّک مھلک القریٰ (قصص) (۳) وان من قریۃ الّا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذّبوھا عذابًا شدیدًا (بنی اسرائیل) آیت نمبر ۳ میں اھلاک سے مراد بالکل برباد کرنا ہے اسی طرح اس آیت ذیل نمبر ۴ میں

(۴) اللہ مھلکھم او معذّبھم عذابًا شدیدًا (اعراف) (۵) وما کنا مھلکی القریٰ (قصص)۔

صیغہ غائب ماضی کی مثالیں:۔

(۱) انّ اللہ قد اھلک (قصص) (۲) وانہ اھلک عادن الاولیٰ (نجم) (۳) قل ارءیتم ان اھلکنی اللہ ومن معی او رحمنا (ملک)

صیغہ مخاطب ماضی کی مثال:۔

(۱) قال لو شئت اھلکتھم من قبل وایّای (اعراف)۔

صیغہ متکلم ماضی کی مثال۔

(۱) یقول اھلکت مالًا لبدًا۔

صیغہ مجہول کی مثالیں:۔

(۱) واما عادٌ فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ (حاقہ) (۲) فاما ثمود فاھلکوا بالطاغیۃ (حاقہ)

صیغہ مضارع مجہول کی مثالیں:۔

(۱) ھل یھلک الا القوم الظالمون (انعام) (۲) فھل یھلک الا القوم الفاسقون (احقاف)

صیغہ مضارع معلوم کی مثالیں:۔

(۱) ویھلک الحرث والنسل (بقرہ) (۲) وان یھلکون الّا انفسھم (انعام) (۳) یھلکون انفسھم (توبہ) (۴) ماکان ربّک لیھلک القریٰ بظلمھم و

واھلہا مصلحون۔ (ہود) +

اب غور فرمائیے کہ جس قدر آیات مذکور ہوئیں سب میں اہلاک کے معنے عذاب اور برباد کرنا ہیں۔ پس اسی طرح آیت ان اراد ان یہلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعًا۔ میں بھی اہلاک سے مراد عذاب دینا اور برباد کرنا ہے۔ پس حاصل معنی آیت زیر بحث کے یہ ہوئے کہ کون مانع ہو سکتا ہے اگر خدا چاہے مسیح ابن مریم اور انکی والدہ اور تمام اہل ارض کو عذاب سے برباد کر دے یعنی جس وجود سے مسیح اور انکی والدہ موجود ہیں (کیونکہ بعد وفات بھی تو ایک برزخی وجود ہوتا ہے) پس اگر خدا چاہے تو انھیں عذاب دے برباد کرے گو خدا ایسا چاہتا نہیں۔ یہ قہری و جلالی کلام مسیح اور انکی والدہ کے خدا ماننے والوں کو سنایا گیا ہے اور رب العزت نے اس میں اپنی کبریائی کی صدا بلند کی ہے جل جلالہ وعم نوالہ۔

# بطلان مطاعن البرہان

**تمہید**۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ رسالہ البرہان جس کے ایڈیٹر سید محمد سبطین صاحب گو شیعی ہیں چند سال سے لاہور سے نکلتا ہے۔ ایک رسالہ اصلاح کھجوہ ضلع سارن ملک بہار جسکو بلحاظ اسکی دلخراش و دل آزار طرز تحریر کے افساد کہنا چاہیئے۔ جمعیت اسلام میں تفرقہ اندازی و مفسدہ پردازی کی تحریک کے لئے ابن سبا و معز الدولہ دیلمی و وزیر علقمی وطوسی کی ارواح کو خوش کرنے و برائے نام فرقہ مظلوم کی حمایت و قائمقامی کے لئے کافی تھا۔ اس سے پہلے چودہ پندرہ برس سے جاری تھا۔ اور اب تک جاری ہے۔ رسالہ اصلاح کی موجودگی میں میرے خیال میں کسی دوسرے شیعہ پرچہ یا رسالہ کے اجراء کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ لیکن چونکہ اس کا مقصد زیادہ تر تضلیل صحابہ رسول مقبول صلوات اللہ علیہم اجمعین تھا۔ اور بس۔ اس واسطے بعض شیعہ منصف مزاج اصحاب بھی اس امر سے خوشنود نہ تھے کیونکہ یہ طرز عمل شیعہ قومیت کی تقویت کا موجب تو بیشک ہو سکتا تھا۔ لیکن اخلاق پسندیدہ و علوم و اسرار و حقائق و معارف مخصوصہ اہلبیت کے اظہار و ترویج کی کوئی صورت اس سے

قائم نہ ہو سکتی تھی۔ اور یہی امر روح و روان مذہب اثنا عشری ہے۔ جسکی طرف شیعوں کو مطلق توجہ نہیں ہے۔ اور نہ دوسروں کی عیب چینی و تجسس مطاعن صحابۂ کرام کا شغل شبا روزی انکو اس کار خیر یا اپنی ذاتی اصلاح و تزکیہ نفوس کیطرف متوجہ ہونے دیتا ہے۔

غالباً اس فرد گذاشت کو پورا کرنے کے لئے رسالہ البرہان کا اجراء قرار پایا تھا۔ اور فاضل ایڈیٹر نے شروع شروع میں اس مقصد کو ایک حد تک مدنظر بھی رکھا اور اسی لحاظ سے اس کا وجود مسعود مغتنمات سے تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ صدیوں کی جبلت اور شیعی تعصب نے اس مقصد کو بحال خود قائم نہ رہنے دیا۔ اور آخر کار آپ تشیع کی کرسی سے اُٹھ کر رفض کے سٹیج پر جا ہی براجے۔ اور اصلاح و البرہان میں کوئی مابہ الامتیاز باقی نہ رہنے دیا۔

اس معترفی کے بعد اب میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ کہ ایک دوست کے ذریعے مجھ کو ایک دو پرچے البرہان کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب نے ایک سلسل مضمون بعنوان فتنۂ آخر الزمن ایک عرصہ سے شروع کر رکھا ہے۔ اور اس میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم پر نہایت رکیک اور بے جا حملے کرنے شروع کر رکھے ہیں۔ نہ صرف یہیں تک بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی بدظن کرنیکی شرمناک کوشش کی ہوئی ہے۔ اس بنا پر ضروری معلوم ہوا کہ آپ کے بے بنیاد اور غالیانہ مطاعن و اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

**قولہ**۔ صریح آیات کو موڑ توڑ کر مرزا صاحب کی شان میں لگا دیتے ہیں جیسے آیۃ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بجائے احمد مجتبٰی نبی عربی مکی مدنی کے اس کا مصداق احمد قادیانی کو بنا دیا۔ ملخصاً از البرہان جمادی الاول ۱۳۳۰ھ +

**اقول**۔ ایڈیٹر صاحب نے الزام تو اتنا بڑا لگایا مگر ثبوت میں جو آیت پیش کی۔ اسمیں موڑ توڑ ثابت نہیں کر سکے۔ اور نہ کر سکینگے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے احمدؐ کی بشارت دی تھی۔ احمد قادیانی نے بغیر موڑ توڑ کے اپنے آپ کو اس کا مصداق ظاہر کیا۔ اور مسلّم ہے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نام ثابت نہیں۔ بلکہ بالاتفاق صفاتی نام ہے۔ اور صفاتی طور پر خود احمد قادیانی نے بھی اس بشارت کا مصداق محمد صلعم کو مانا ہوا ہے

دیکھو ازالہ اوہام حصہ دوم ایڈیشن سوم ص۲۷۵ پس اس سے نہ انکار حقیقت ہے۔ اور نہ کوئی موڑ توڑ۔ دوسرا احمد قادیانی نے مہدی موعود ہونے کی حیثیت میں نظر بکمال اتحاد روحانی اپنی ذات کو اس آیت کا مصداق ظاہر فرمایا ہے نہ بنظر مخالفت ورقابت ہاں اسی حیثیت سے جیسے کہ شیعوں نے حضرت مہدی موعود کو قسم قسم کے اسماء والقاب شریفہ سے نامزد کیا ہے۔ جن میں آنحضرت صلعم کے ذاتی اسم کو چھوڑا ہے نہ صفاتی اور نہ کنیت کو۔ اور وہ بھی اپنی طرف سے نہ کہ بحکم خدا۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب کی ایک مایۂ ناز کتاب میں ایک خاص باب اس موضوع پر ہے۔ اور اُس میں حسب ذیل نمبروار اسماء والقاب قابلِ غور ہیں:۔

(نمبر۱) "احمد پہلا نام حضرت کا" جو مخفی نام ہے اور ظاہری "وہ محمد" ہے۔ دیکھو کتاب صراط السوی فی احوال المہدی ص۴۴۰

(۷) "ابوالقاسم" ص۴۴۱ (۲۸) "بقیۃ الانبیاء" ص۴۴۵ (۳۹) "حق" ص۴۴۹ (۴۱) "حامد" (۴۲) "حمد" (۴۳) "حاشر" ص۴۴۹ (۵۴) "دابۃ الارض" ص۴۵۳ (۶۵) "الساعۃ" (۹۳) "عصر" ص۴۵۸ (۱۰۹) "فتح ونصر" ص۴۵۹ (۱۳۲) "حمید الآخر" ص۴۶۶ (۱۳۳) "مسیح الزمان" یہ نام حضرت کا غیروں کی کتاب میں ہے ص۴۶۶۔

سوال۔ ان اسماء کی تفصیل سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام کو شیعوں نے کسی آیۂ قرآنی کا جو کسی دوسرے کے حق میں وارد تھی مصداق بنالیا ہے۔

جواب۔ اس تفصیل سے اس قدر تو ثابت ہو گیا ہو گا کہ آنحضرت صلعم کے کئی خصوصی اسماء والقاب شریفہ مہدی موعود علیہ السلام پر چسپاں کئے گئے ہیں۔ اب میں ایک دو مثالیں ایسی عرض کرونگا۔ کہ آیۃ قرآنی میں دراصل کسی اور وجود کا ذکر ہے اور موڑ توڑ کر اسکو چسپاں کیا گیا ہے مہدی موعود پر۔

اچھا اسی کتاب میں اسم نمبر ۳۹ کو لیجئے جو حق ہے اسی کی تشریح اور وجہ تسمیہ میں لکھا ہے "کافی میں جناب باقرؑ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر میں

آیتہ شریفہ قل جاء الحق الخ کے کہ جب قائم (مہدی) خروج فرمائینگے تو تمام باطل سلطنتیں زائل ہو جائینگی۔ اور چونکہ وقوع اس امر کا یقینی اور حتمی ہے اسواسطے صیغہ ماضی استعمال ہوا ہے گویا کہ یہ بات ہو چکی ہے۔ اور حضرت کی زیارت میں ہے السلام علی حق الجدید دیکھئے یہاں حق کے آنے سے مراد اسلام وجود مسعود نبی برحق صلعم اور قرآن ہے۔ جو آ چکے اور باطل سے مراد کفر ہے جو مکہ اور نواح مکہ سے دُور ہو چکا ہے۔ لیکن خوش اعتقادوں نے موڑ توڑ کر اسکو اپنے مزعومہ امام پر چسپاں کر دیا ہے ؛

اور سنئے۔ نمبر ۳۴ والا اسم حاشر خاص رسول صلعم کے لئے مخصوص ہے۔ آپنے فرمایا ہے۔ انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی (متفق علیہ مشکوٰۃ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب ظاہر ہے کہ حاشر تو آ چکا۔ چودہ سو برس کے قریب گذر چکے۔ تو فرمائیے اب سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غیر کو حاشر سے موسوم کرنا حدیث کی موڑ توڑ ہے یا نہ ؟

اور سُنئے۔ دابۃ الارض نمبر ۴۵ والا سب لوگ جانتے ہیں کہ اس کا ذکر قرآن میں آیا ہوا ہے۔ دیکھو ۲۰ خود ایڈیٹر صاحب نے اس میں لکھا ہے کہ (دابۃ الارض کے متعلق "مفسرین اہلسنت کا خیال ہے کہ وہ ایک حیوان ہے اور روایت کرتے ہیں کہ اس کے پر ہیں اور چار ہاتھ پاؤں ہیں × × × لیکن اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ صفات × × مناسب نہیں مگر واسطے انسان کے" "اور (قول ایڈیٹر) بہت سی حدیثوں میں مذکور ہے کہ مراد اس سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ (یعنی شیعونکی حدیث)" +

اور تفسیر قمی میں ہے جو شیعونکی خاص معتبر تفسیر ہے۔ اس میں اس آیت کے نیچے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب علی علیہ السلام ایک دفعہ ریگ کے ڈھیر پر سو رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے پائے مبارک سے حرکت دے کر فرمایا۔ اے دابۃ الارض اُٹھ۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ کیا ہم بھی ایک دوسرے کو اس نام سے پکارا کریں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ واللہ یہ نام خاص طور پر علیؓ ہی کے لئے ہے۔ اور علی ہی وہ دابہ ہے جس کا ذکر خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب میں یوں فرمایا ہے۔ کہ اذا وقع

القول علیہم اخرجنا لھم دابۃ من الارض - پھر فرمایا۔ اے علیؓ جب آخری زمانہ آئے گا تو خدا تعالےٰ تم کو نہایت ہی حسین صورت میں ظاہر کرے گا اور تمہارے پاس نشان لگانے کا ایک آلہ ہوگا جس سے تم اپنے دشمنوں کو نشاندار کر دو گے۔ دیکھو ترجمہ قرآن سید مقبول احمد المعروف بہ مقبول ترجمہ۔ حاشیہ ۱ آیۃ مذکور ۲۰ ص ۱۲ ۶ ۔

غور تو فرمائیے۔ جب خود رسول صلعم نے اپنی زبان مبارک سے جناب علی علیہ السلام کو بالخصوص دابۃ الارض فرما دیا تو پھر مہدی موعود کس طرح دابۃ الارض ہو سکتے ہیں؟ یا کیا بجائے ایک کے دو دابونکی پیشگوئی مانی جائے۔ اب خدارا انصاف سے فرمائیے۔ آپ کو اس دابۃ الارض کی قسم کہ صریح آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی یہ کھلی کھلی موڑ توڑ ہے یا نہ؟ اور آپنے جو آیت اسمہ احمد کی موڑ توڑ کا الزام حضرت احمد قادیانی پر لگایا تھا مقابلۃً وہ سراسر بے جا اور ناحق تھا یا نہیں؟ اگر خوف طوالت نہو تو خدا کے فضل سے بلا مبالغہ سینکڑوں موڑ توڑ قرآن و حدیث کے شیعوں کی کتاب سے دکھلا دوں۔ تاہم کم از کم پانچ موڑ توڑ تو بس دکھلا کے ہی رہونگا۔ خواہ بھائی اکمل عدم گنجائش کے شاکی ہی ہوں کیونکہ وہ موڑ توڑ بنکے موڑ توڑ ہیں +

۱۔ دیکھو قرآن میں شیطان کیطرف سے حکایتاً خدا فرماتا ہے کہ اس نے کہا لاغوینّھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین قال ھذا صراط علیّ مستقیم - پ ۱۴ ع ۳ + مقبول ترجمہ میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ کہ "ان میں سے سوائے تیرے خالص بندوں کے میں ضرور سبھی کو بہکاؤں گا۔ فرمایا یہ علیؓ کا سیدھا راستہ ہے (یا یہی وہ سیدھی راہ ہے جسکی رعایت مجھ پر لازم ہے)" بالفاظہٖ

قرآن میں تو آیا ہے صراط علیّ مستقیم۔ جس کا ٹھیک ترجمہ مترجم مذکور نے خطوط وحدانی میں دیا ہے۔ لیکن اپنے بزرگوں کی تقلید میں خطوط سے باہر موڑ توڑ کر ترجمہ کیا ہے صراط علی مستقیم کا۔ اس آیت کے حاشیہ نمبر ۲ مترجم کا ایک جملہ قابل داد ہے فرماتے ہیں "قول مترجم۔ پڑھنے والے کچھ پڑھا کریں مگر تفسیر عباسی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہی ہیں"

مقبول ترجمہ ص۴۲ + ممکن ہے کہ ایڈیٹر صاحب کہدیں کہ یہ مقبول کا ترجمہ ہم کو مقبول نہیں؟ اس واسطے خاص آپکی کتاب مستطاب خلافت الٰہیہ سے دکھلا دیتا ہوں +

علی صراط مستقیم ہے۔ "خدا نے اپنے رسولؐ کو صراط مستقیم پر قرار دیا ہے اور اپنے ولی کو بھی صراط مستقیم پر قرار دیا ہے بلکہ نفس صراط مستقیم قرار دیا ہے۔ فقال هذا صراط علیٍّ مستقیم۔ یہ علیؑ کا سیدھا راستہ ہے" خلافت الٰہیہ حصہ اول ص۴۱

حالانکہ قرآن نے دوسری جگہ خود بتلا دیا ہے کہ صراط مستقیم سے کیا مراد ہے جیسے کہ فرمایا ان الله هو ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم ۲۵/۱۲ +

۲۔ قرآن میں خداوند کریم نوح علیہ السلام کا ذکر کرتے فرماتا ہے وان من شیعته لابراهیم ۲۳/۷۔ اور یقیناً ابراہیمؑ بھی انہی کے پیروؤں میں سے تھے (مقبول ترجمہ) لیکن شیعوں کے ہاں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت مفضل مروی ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم جناب علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے۔ "پس ابراہیم گفت بار خدایا مرا از شیعہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب قرار دہ خطاب رسید کہ یا ابراہیم ما تو را از شیعیان علی گردانیدیم۔ پس ازیں جہت حضرت عزت فرو فرستاد در قرآن عظیم در شان ابراہیم ایں آیۃ را کہ وان من شیعته لابراهیم" کتاب نجم ثاقب میرزا حسین النوری الطبرسی باب پنجم ص۱۲۶

**لطیفہ**۔ اصل روایت میں مذکور ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ شیعیان علیؑ کی کیا علامت ہے تو خدا نے فرمایا کہ وہ رات دن میں نماز اکیاون ۵۱ رکعات پڑھتے ہیں۔ ابراہیم گفت بچہ چیز شناختہ بشود شیعہ امیرالمومنینؑ حق تعالیٰ فرمود بہ پنجاہ و یک رکعت نماز در شبانہ روز سے گذاردن +

مگر اس زمانہ کے شیعہ بجائے ۵۱ رکعات کے صرف ۱۷ رکعات رات دن میں ادا کرتے ہیں ایکدم ۳۴ رکعات کو اڑا دیا ہے جس سے صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ سید سے لیکر شیخ تک اور مجتہد سے لیکر مقلد تک۔ یہ لوگ برائے نام شیعہ علیؓ ہیں۔ اور برائے نام پیروان ملت ابراہیمؑ +

۳۔ خدا ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ان ھٰذا لھو البلٰؤا المبین وفدینٰہ بذبح عظیم ۲۷ بیشک یہ کھلی آزمایش ضرور ہے اور ہم نے اس کا فدیہ ایک بڑی قربانی مقرر کی ہے۔ مقبول ترجمہ ص ۷۱۹

ذبح عظیم سے مراد شیعہ وسنی کی تفاسیر میں بہشت کا دُنبہ لکھا ہوا ہے دیکھو تفسیر صافی وعمدۃ البیان سید عمار علی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شیعوں نے ذبح عظیم سے مراد امام حسین علیہ السلام لی ہے۔ اور ایک طولانی بے سروپا روایت کے آخر میں اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ سنکر اظہار رنج کیا۔ اور اس رنج پر اپنے بیٹے کے رنج کو فدیہ کر دیا۔ دیکھو مقبول ترجمہ ص ۷۱۹ و کتاب اعجاز التنزیل خلیفہ سید محمد حسن صاحب۔ و ناسخ التواریخ +

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مخالفین کے مکالمہ کی نسبت حکایتاً آیا ہے فنظر نظرۃ فی النجوم ۝ فقال انی سقیم ۝ فتولوا عنہ مدبرین ۲۳ پھر ستاروں کی طرف ایک نظر ڈالی اور یہ فرمایا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں پس یہ لوگ تو پیٹھ پھیر کر ان کے پاس سے (اُدھر) کو گئے + شیعوں نے بلا لحاظ سیاق وسباق آیت صرف انی سقیم کے جملہ پر ایک عجیب وغریب شان نزول بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے امام حسین علیہ السلام کا واقعہ ہائلہ شہادت دکھائے جانے کی درخواست کی تھی + یہ درخواست منظور ہوئی اور انھوں نے وہ مصائب دیکھے پس جس وقت انھوں نے یہ فرمایا انی سقیم تو اس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی مصیبتیں جو میں دیکھ چکا ہوں۔ ان کے سبب میری طبیعت پر ایسی کوفت ہے کہ میں سقیم ہوں مقبول ترجمہ ص ۷۱۸ +

**لطیفہ**۔ روایت مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام واقعات شہادت کا دردناک مشاہدہ کرنے کے بعد ایسے غمگین ہوگئے کہ فرمایا انی سقیم۔ اب کون پیرو ملت ابراہیم ان کے اس اظہار ملال کا انکار یا اس میں شک وشبہ کی جسارت کر سکتا ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ اصول کافی کے باب التقیہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم

نے جو انی سقیم فرمایا تھا ۔ از راہ تقیہ فرمایا تھا ۔ ورنہ واقعی وہ سقیم نہ تھے چہ خوش

۵ - آیۃ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون (توبہ ع ۴) بدیہی ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے بارہ میں ہے کیونکہ رسول ہدایت وصاحب دین حق وہی ذات بابرکات ہے علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام + شیعہ اس آیت کا مصداق بھی مہدی موعود کو مانتے ہیں ۔ چنانچہ مقبول ترجمہ کے حاشیہ ۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے "کہ یہ آیت قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے"

ایڈیٹر صاحب بھی اس کا انکار نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ آپ نے بھی اپنی کتاب میں جو ایک نہیں دو نہیں بلکہ اکتالیس آیات بحق مہدی موعود علیہ السلام ۔ مگر کس طرح ؟ موڑ توڑ کر ۔ ہاں موڑ توڑ کر ایک مستقل باب میں جمع کر دی ہیں ۔ آیت مذکورہ کا مصداق بھی انہی کو قرار دیا ہے ۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں "اکثر روایات شاہد ہیں اور خود الفاظ آیت دلالت کرتے ہیں کہ یہ وعدہ ابھی پورا نہیں ہے اور یہ زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام اور انہی کے ہاتھ پر ہوگا" صراط السوی ص ۴۲۵

فی الحال میں انہی چند جوڑ توڑ پر اکتفا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ منصف مزاجوں پر خود روشن ہو گیا ہوگا کہ دراصل اس الزام کے مستحق خود شیعہ صاحبان ہیں ۔ نہ کہ حضرت احمد قادیانی اور ان کی جماعت +

یہ تو ہو گیا الزامی جواب ۔ اب تحقیقی جواب یہ ہے کہ جیسے کہ آیۃ هو الذی ارسل رسوله بالہدیٰ کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ نصاریٰ کا ذکر ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح ابن مریم الخ اور بعد میں فرمایا ہے ۔ یا ایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان اس آیت میں رسول صلعم کو ہدایت ودین الحق کے ساتھ ممتاز کر کے بھیجنے کی علت غائی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ تاکہ تمام ادیان باطلہ پر غالب ہو ۔ اور اس سے پایا جاتا ہے کہ رسول صلعم کی ایک بعثت تو اپنے وقت پر ہو چکی ہے ۔ جو تکمیل ہدایت کے لئے تھی ۔ اور ایک دوسری

بعثت اشاعت تکمیل ہدایت کے لئے ہوگی۔ مگر چونکہ رسول صلعم فوت ہو چکے ہیں اس واسطے اس غرض کی تکمیل کے لئے آپکی امت میں سے ہی کوئی فرد کامل جو بطور آپ کے قائمقام کے ہوگا مبعوث ہونا تھا اور یہ اس وقت ہونا تھا جبکہ دوسرے ادیانِ باطلہ کے ظہور کامل کے ساتھ دین عیسوی کو بھی علی الخصوص غلبہ تامہ حاصل ہو جائے۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے مرویات اہلسنت کے رو سے اس کا مصداق مسیح موعود ہے۔ نہ کہ مہدی۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔ وقال ابوھریرۃ والضحاک ذٰلک عند نزول عیسی علیہ السلام ××× ویدل علی صحتہ ھذا التاویل ماروی عن ابی ھریرۃ فی حدیث نزول عیسی علیہ السلام قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویھلک فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام۔ اور ساتھ ہی اسی مقام پر مسلمانوں کی حالت زار و غربت اسلام کے بارہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ لایذھب اللیل والنھار فی تعبد اللات والعزیٰ ××× فیرجعون الی دین آبائھم +

اب موجودہ زمانہ وہ ہے جس میں تمام مذاہب میں ایک نمایاں جوش و خروش اور تموج نمودار ہے علی الخصوص مذہب صلیب پرستی میں۔ کہ اس سے زیادہ ممکن و متصور نہیں اس وقت میں اس رسولؐ یا بروز رسولؐ کا ظہور ازبس ضروری تھا۔ مگر جمالی رنگ میں نہ جلالی رنگ میں۔ آنحضرت صلعم کا جلالی نام محمدؐ ہے اور یہی ماں باپ کا رکھا ہوا ذاتی نام ہے۔ جلالی رنگ میں تو آپ کی بعثت ہو چکی ہے۔ اس واسطے اب جو بعثت ہونی مقدر تھی وہ جمالی نام احمد کے نام سے ہی ہونی تھی۔ اور اسی لئے اس کے ظہور کی بشارت خود عیسی علیہ السلام کی زبان مبارک سے احمد کے نام سے دیگئی۔ جس کے ذاتی طور پر مصداق ہونے کا حضرت احمد قادیانی نے دعویٰ فرمایا۔ اور بار بار آپ نے فرمادیا ہے کہ میری رسالت یا نبوت خود آنحضرت صلعم کی ہی نبوت ہے نہ آپ سے جداگانہ +

اگر باایں ہمہ تصریحات آپ احمد قادیان کو جس کا دعویٰ کسی جدید اسلام یا جدید دین پر مبنی نہیں ہے بلکہ صرف تجدید دین پر مشتمل ہے۔ خواہ مخواہ "آنحضرتؐ کی نبوت کا منکر یعنی اسلام سے خارج بناتے ہیں اور یہ کہ "ضرور بالضرور مرزائیت اسلام کا نقطۂ

متقابل ہے اور اسلام اور مرزائیت کبھی جمع نہیں ہوسکتے " +

تو فرمایئے کہ آپ کے اعتقاد کے مطابق آپ کا مزعومہ مہدی موعود کس طرح جاء الحق وزھق الباطل اور ھوالذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ کا مصداق ہوکر مہدی برحق اور رسول بالھدیٰ ودین الحق کا مظہر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ آنے والا حق آچکا۔ اور جس رسول کا ذکر اس آیت میں ہے وہ بھی آچکا اور جو ادیان باطلہ اس کے مولد پاک ومسکن شریف کے گردوپیش تھے اس کے دست حق پرست پر بکلی مغلوب ومنکوب ہوچکے پس جو شخص بایں ہمہ ظہور حق وغلبہ اسلام اس بات کا قائل ہو کہ ابھی تک نہ حق آیا ہے اور غلبۂ اسلام ظہور پذیر ہوا ہے اس پر بھی آپ کا یہ تحکمانہ فتویٰ جاری ہوسکتا ہے یا نہ؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر اسمہ احمد کا مصداق صرف احمد مجتبیٰ عربی مکی ومدنی احمد ہی ہے تو کیا ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کا مصداق بھی وہی رسول عربی مکی ومدنی نہیں ہے؟ کیا از روئے معتقدات اسلام احمد اور رسول سے ایک ذات سرور کائنات مراد نہیں؟ کیا رسول واحمد کے اسماء کا مسمی ایک ہی وجود مسعود نہیں؟ +

پھر کیا وجہ ہے کہ احمدیت کے مدعی پر تو منکر نبوت وخارج اسلام کا فتویٰ دیا جائے اور رسول کے مدعی ومصداق کو اس فتویٰ سے مستثنیٰ رکھا جائے؟۔ وتلک اذا قسمۃ ضیزیٰ + باقی دارد ۔ خادم حسین

## شہادت القرآن

میں حضرت اقدس نے ایک حدیث کے لئے بخاری کا حوالہ دیا ہے اور وہ حدیث صحیح البخاری میں نہیں اس پر بعض مخالفین بہت شور مچاتے ہیں۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ مشکوٰۃ باب المبعث وبدء الوحی میں الفصل الاول کی پہلی حدیث (جو بروایت ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلعم لاربعین سنۃ سے شروع ہوتی ہے) کی نسبت لکھا ہے (متفق علیہ) حالانکہ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ بخاری میں نہیں چنانچہ مرقاۃ میں ملا علی قاری نے اس کا اقرار کیا ہے تو کیا صاحب المشکوٰۃ پر بھی فتویٰ دوگے جو مسیح موعود پر دیتے ہو +

# بشارات القرآن

(سلسلہ کے لئے دیکھو تشحیذ الاذہان ماہ مئی سنہ ۱۹ء)

## پیشگوئی ۱۰۳

سورہ انفال ع ۴۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ۝ لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ

ترجمہ کفار مکہ وغیرہ جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں تاکہ روک ہو جائے اللہ کے راستہ میں۔ وہ بہت جلد خرچ کر چکینگے سارے مال (اور ہمتیں۔ اور تدبیریں اور مکر اور فریب اور منصوبے) جو ہوگا ان کے لئے حسرت اور پچھتانے کا موجب۔ تب مغلوب اور ذلیل و معذب کئے جائینگے۔ اور منکر نار الحرب جہنم کیطرف اکٹھے کئے جائینگے۔ تاکہ خبیث اور طیب میں ایک کھلا امتیاز ہو جائے۔ سو یہ پیشگوئی بھی دنیا کے سامنے پوری ہوئی۔ اور کفر و شرک کو بیخ سے اکھاڑ دیا گیا۔

## پیشگوئی ۱۰۴

انفال ع ۶۔ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ یعنے اے مسلمانو! مصائب پر صبر کرتے رہو۔ کہ اللہ تمہارا ہی ساتھی اور مددگار ناصر ہوگا ٭

یہ ایک پیشگوئی۔ کے طور پر فرمایا کہ تمہارے مصائب کے ایام تھوڑے ہی ہیں۔ صبر کرو۔ اللہ تعالےٰ ان تمہارے مصائب کو بادشاہی سے بدل دے گا۔ اور تمہارے اعداء کو تمہاری ہی آنکھوں کے روبرو نیست کر دے گا۔ اور ان کا ناصر۔ ساتھی ہرگز کوئی نہ ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا ٭

## پیشگوئی ۱۰۵

انفال ع ۷- کدابِ اٰلِ فرعون والذین من قبلھم کفروا بایٰت اللہ فاخذھم اللہ بذنوبھم ان اللہ قوی شدید العقاب ذٰلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم الخ

ترجمہ- یعنے مانند فرعونیوں کی- اور اُن لوگوں کی جو پہلے ان سے تھے- وہ منکر ہوئے اللہ کی آیات- اور انبیاء اللہ سے- پھر پکڑ لیا اللہ نے انھیں اُن کے گناہوں کے سبب- بیشک اللہ زور والا سخت عذاب کرنیوالا ہے- یہ اس لئے اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا نعمت کو جو کسی قوم پر انعام کی گئی- یہاں تک کہ وہ اپنے نفسوں کی حالت کو نہ بدلیں

ان آیات میں یہ پیشگوئی ہے کہ جس طرح پہلے منکرین کو عذابوں میں ماخوذ کیا اُسی طرح اب بھی وہی خدا قوت زور والا منکران محمد و مکذبان آیات اللہ کو عذابوں سے ہلاک کرے گا- اور اللہ تعالیٰ موافق اعمال کے قوم کی حالت بدلے گا- اگر وہ منکر ہوں تو سزا دے گا- اگر مومن ہوں تو انکی حالت نعمات سے بدل دیگا- سو ایسا ہی ہوا+

## پیشگوئی ۱۰۶

انفال ع ۹- یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین یاایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا- ترجمہ اے نبی کافی ہے تیرے لئے ایک ہی اللہ اور تیرے تابعدار بھی جو مومن ہیں- پھر اے نبی رغبت دلا لڑائی پر مومنین کو- اور اگر ہونگے بیس مومن صابر غالب آوینگے دو سو کفار پر- اور اگر ہوں گے سو مومن غالب آوینگے ہزار کفار پر-

اِن آیات میں جو پیشگوئی ہے وہ آفتاب کی مانند چمکتی ہے- چنانچہ جنگ بدر میں کفار مکہ کا ایک ہزار آدمی تھا- اور اس طرف دو سو کچھ زائد بیس حسب پیشگوئی مومن غالب آگئے تھے

## پیشگوئی ۱۰۷

انفال ع ۱۰- وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ

ترجمہ- وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرۃ بھی کی- اور جہاد بھی کیا اللہ کی راہ میں اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ ہیں پکے مومنین- انکے لئے ہے مغفرت اور رزق عزت والا- اور باکرامت۔

آیت ہذا میں یہ پیشگوئی ہے کہ جو سچے مومن کفار سے ذلت و اذیت اٹھا رہے ہیں انکو بڑی عزت و عظمت- اور شاہانہ رزق عطا کیا جائیگا- چنانچہ انہی کو بادشاہ عجم و عرب بنایا گیا

## پیشگوئی ۱۰۸

توبہ ع ۱- بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۵ وَرَسُوْلُہٗ ط ترجمہ- برائت ہے اللہ و رسول کیطرف سے ان لوگوں سے جنسے عہد کیا تم نے مشرکین سے پس زمین پر چل پھر لو چار ماہ- اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے- اور اللہ خوار و ذلیل معذب کرنیوالا ہے کفار کو- اور اعلان سے پکارا جائے اللہ و رسول کیطرف سے لوگونکو حج اکبر کے دن- کہ بیشک اللہ و رسول بیزار ہیں مشرکوں سے اور اگر توبہ کریں بہتر ورنہ معذب کئے جائینگے + سورۃ ہذا اہل مکہ کو ایک پیغام جنگ تھا- جسکو حضرت ابوبکرؓ لیکر مکہ میں گئے تھے- اور بعدہ حضرت علیؓ روانہ کئے گئے تھے + سو یہ پیشگوئی تھی کہ اللہ و رسول ان سے بیزار ہو چکے ہیں- اور اللہ کی بیزاری اس کا قہر ہوتا ہے جس سے اللہ کے فرشتے زمین و آسمان وغیرہ بھی بیزار ہو جاتے ہیں- پس اس بیزاری کا نتیجہ وہ روز ہوا- جبکہ مشرک بے نشان کئے گئے +

# درس الحدیث

(از افادات حضرت فضل عمر)

**حدیث** محمد بن بشار۔

کانت بنی اسرائیل تسوسھم الانبیاءُ۔ بنی اسرائیل میں حکمران نبی آتے تھے لیکن میرے بعد ایسا نبی کوئی نہ ہوگا۔ جو حکمران ہوگا۔ ہاں خلفاء ہونگے۔ پس تم ان کی پیروی کرنا۔ اور جو وہ کہیں ماننا۔ خدا خود ان سے یہ پوچھ لے گا۔ جو رعایا اس نے ان کو دی ہے۔ ان کے ساتھ انھوں نے کیا برتاؤ کیا اور کن احکام پر ان کو چلایا۔

اس حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ دیکھنا چاہیئے کہ پہلے نبی کیسے تھے۔ یہاں بتایا ہے کہ وہ نبی حاکم ہوا کرتے تھے۔ حالانکہ بنی اسرائیل میں تو ایسے نبی بھی کثرت سے ہوئے ہیں جو حکمران نہ تھے۔ یہاں ان کا ذکر نہیں فرمایا۔ تو جو آپ نے فرمایا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں دنیاوی بادشاہ نبی بھی آتے رہے ہیں۔ لیکن میرے بعد دینی پیشوا ہی ہونگے۔ بادشاہ نبی نہیں ہونگے۔ اور فرمایا کہ خلیفہ ہو۔ تو جو پہلا ہو اسکی بیعت کرو۔ جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل پر کھڑا ہو جائے جیسے لاہور میں ہے۔ تو اسے قتل کردو۔ مگر یہ قتل کا حکم تب ہے۔ جب سلطنت اپنی ہو اب اس حکومت میں ہم ایسا نہیں کرسکتے۔

**حدیث**۔ سعید بن ہریرہ۔ اب (نام کے) مسلمانوں کو اگر ہم (ان کے اپنے قول کے مطابق) کافر کہہ دیں تو وہ چلاتے ہیں۔ لیکن نبی کریم نے تو انھیں یہود و نصاریٰ قرار دیا ہے۔

یہود اس لئے کہ آنے والے مسیح کا انکار کر دیا۔ اور نصاریٰ اس لئے کہ پچھلے مسیح کو وہ وہ صفات دیئے کہ ابن اللہ کہہ دیا۔

**حدیث**۔ محمد بن یوسف۔ بعض لوگ اس حدیث کو دیکھکر اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہود کے ساتھ کسی معاملہ میں کسی ایک بات میں بھی مشابہت مت رکھو۔ ان کا

یہ کہنا غلط ہے۔ دین میں ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ عبادت میں اس طرح پر ہاتھ
رکھ کر عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے رک گئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ کسی آدمی نے نبی
کریم صلعم سے عرض کیا کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ ایسا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ایسا
نہیں کرتے۔ آپ ناراض ہوئے اور فرمایا جس چیز کا خدا نے تمہیں حکم نہیں دیا وہ کیوں
کرتے ہو ؛

حدیث قنبیۃ۔ یہ ایک عجیب حدیث ہے۔ اس میں بتلایا ہے۔ کہ دن کے
پہلے حصے میں یہود نے کام کیا۔ پھر نصاریٰ نے عصر تک۔ پھر عصر سے مغرب تک
مسلمانوں کا کام ہے۔ گویا مسلمانوں کی میعاد ان تمام سے کم ہوئی۔ گویا مسلمانوں کا
وقت تین سو سال تک ہونا چاہیئے۔ اس لئے بعض مفسرین نے یہ فیصلہ کر دیا تھا۔
کہ قیامت تین سو سال تک آویگی۔ لیکن اب تو تیرہ سو سال گذر چکے ہیں ؛

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان جب کسی کام کی ابتداء کرتا ہے۔ مثلاً عمارت کا ابتدا
تو وہ بہت آسان ہوتا ہے لیکن آخر میں جا کر جب عمارت بہت ہی بلند ہو جاوے
تو اس پر کام کرنا خطرناک ہوتا ہے۔ تو مسلمانوں کو آخری وقت ملا ہے کام کرنیکے لئے ؛
مسلمانوں کو کام بہت مشکل دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ زیادہ انعام کے مستحق ہیں
نحن اکثر عملاً واقل عطاءً یہ یہود کا قول ہے۔ خدا تعالےٰ اس کی تصدیق نہیں کرتا
یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے ؛

پہلی شریعتیں بھی محدود تھیں ان کو ہر طرح سے مقید کیا گیا تھا۔ اور بتلایا گیا تھا
کہ فلاں کام ایسے کرنا فلاں ایسے۔ مگر شریعت اسلام میں احکام بتلائے ہیں۔ اور باریک
در باریک راہیں گناہوں سے بچنے کے لئے فرمائی ہیں اس لئے اس پر بہ نسبت پہلی شرائع
کے عمل مشکل ہے۔ اسی وجہ سے یہ دو دو قیراط کے مستحق ہیں۔ اور پہلے ایک ایک کے۔ حضرت
صاحب سے اگر کوئی پوچھتا کہ آپ احمدیوں کو ہمارے پیچھے کیوں نماز کی اجازت نہیں
دیتے تو آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم کافر ہو۔ اس لئے۔ بلکہ آپ ہمیشہ انہیں ان ہی کی زبانی
مجرم قرار دیتے کہ تم لوگ ہمیں کافر کہتے ہو۔ اور ان کے منہ سے ان پر حجت قائم کرتے

کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا حسب حدیث خود کافر ہے ÷

اللہ تعالےٰ نے یہاں انکو یہی جواب دیا ہے کہ ھل ظلمتکم من حقکم شیئاً کیا میں نے تمہارا حق تم سے رکھ لیا ہے ؟ یہ تو ظاہر ہے کہ خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انکو پورا حق دیا ہے گویا انکے مُنہ سے ان پر حجت قائم کردی کہ تم پر ظلم نہیں کیا گیا ÷

حدیث۔ علی بن عبد اللہ۔

ایک صحابی تھے۔ انھوں نے کفار سے جزیے میں شراب کے پیپے لئے۔ اور انکو بیچ کر انکی قیمت بیت المال میں داخل کروادی۔ حضرت عمرؓ نے سُنا۔ تو آپ خفا ہوئے اور فرمایا قاتل اللہ فلانا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حرام چیز کا اپنے پاس رکھنا انکی خرید و فروخت بالکل منع ہے ÷

حدیث ابو عاصم الضحاک بن مخلد

بلغوا عنی ولو آیۃً۔ اس میں آپ صلعم نے تبلیغ کا حکم فرمایا ہے تبلیغ کردو خواہ تھوڑی ہی ہو بعض لوگ عذر کرتے ہیں کہ ہمیں تبلیغ کرنا آتا نہیں۔ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں۔ چاہے ایک آیت ہی پہنچاؤ لیکن پہنچا ضرور دو۔ جتنا آتا ہے اتنا ہی سہی کسی کو اگر صرف لا الہ الا اللہ آتا ہو تو وہ وہی پہنچادے۔ ساری دُنیا کی واقفیت تو انسان کیلئے ناممکن ہے۔ جو تبلیغ کرتا ہے۔ اس کا علم معرفت خشیت بڑھ جاتی ہے ÷

حدثوا عن بنی اسرائیل۔ بنی اسرائیل کی باتیں بھی اگر بیان کرو۔ تو حرج نہیں ہے مگر آجکل کے مفسروں نے اسے فرض سمجھ لیا ہے۔ ومن کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار۔ باوجود اس انذار کے مسلمانوں میں روائتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو محض جھوٹی ہوتی ہیں۔ لوگ ایک بات کسی تفسیر کی سن لیں۔ تو اُسے نبی کریم کیطرف منسوب کردیتے ہیں۔ اول تو عام لوگوں کی نسبت جھوٹی بات بنا لینا بھی بُرا ہے۔ اور منع ہے۔ خاصکر نبی کریم صلعم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا تو بہت ہی بُرا ہے ÷ حضرت مسیح موعود کیطرف بھی ایسی باتیں منسوب کرنے سے احتراز نہیں کیا جاتا۔ حضرت صاحب نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آپکے ساتھ ہے۔ اور آپ ادروہ جا رہے ہیں آگے ایک اور آدمی ملا۔ اسکی نسبت دریافت کیا کہ کون ہے تو جواب ملا کہ مجدالدین۔ لیکن اب لاہوریوں نے بجائے اس دوسرے آدمی کے ساتھ والے کو مجدالدین بنایا۔ اور پھر صرف مجدالدین ہی نہیں بلکہ

# ریویوز

**اتالیق** ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی بچوں کے لئے ایک رسالہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا پہلا نمبر بطور نمونہ نکل آیا ہے۔ خوشخط۔ کاغذ اچھا اور مضامین بچوں کے مذاق کے مطابق۔ زبان سلیس۔ امید ہے یہ رسالہ ترقی کرے گا ہمارے احباب توجہ کریں تو یہ رسالہ بہت جلد ترقی کر سکتا ہے قیمت سالانہ عہ

**سہاگ نامہ** نصیر بک ایجنسی قادیان کے مالک نے منشی جھنڈے خاں صاحب کی پنجابی نظم جو جلسہ سالانہ کے ایام میں بہت مقبول ہوئی تھی بہت عمدگی کے ساتھ چھپوائی ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک ۲ ر

**البرہان کو نوٹس** ایک شیعہ رسالہ ہے جسکی نسبت ہمیں اطلاع پہنچی ہے کہ ہمارے خلاف مضامین چھاپتا ہے اور پھر ہمیں سے چھپتا ہے۔ یہ مردانہ طریق مبارزت نہیں ہے ہم نے ایک چٹھی بھی لکھی تھی۔ اب بذریعہ رسالہ ہذا نوٹس دیتے ہیں کہ البرہان تشحیذ کے تبادلہ میں بھیجدیا کریں۔ اگر منظور نہ ہو تو ششماہی کے لئے وی پی کر دیں۔ اگر ایسا نہ کریں۔ اور ہمارے خلاف مضامین بھی لکھتے جائیں جن کا جواب ہم بوجہ عدم خبر کے نہ دے سکیں تو ہم پر کوئی الزام نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گا کہ البرہان کو احقاق حق مطلوب نہیں بلکہ محض اضلال ؛

**مبارکباد** تشحیذ کے نامہ نگار مولوی جلال الدین صاحب نے اس سال "مولوی فاضل" کا امتحان دیا تھا۔ جس میں وہ کامیاب ہو گئے آپ مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طالب علم ہیں جس کا نصاب دینی علوم میں فاضل ہونیکی ضمانت ہے۔ ہم میاں امام الدین صاحب سیکھوانی (جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں) کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کا بیٹا اٹھارہ سال کی عمر میں وہ فضیلت حاصل کرتا ہے جس پر امرتسر کے ثناء اللہ کو بڑا ناز ہے۔ بلکہ وہ اس نعمتِ ایمانی سے بھی متمتع ہے جو ابوالوفا کو نصیب نہیں ہوسکی ؛

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴